بسم الله الرحمن ا لرحيم

دعوت الی اللہ، احادیث کی روشنی میں

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِوَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُونَ وَأَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ (110)

پہلی مجلس 1442/5/14

اولا--دعوت کی فضیلت و اہمیت۔

1-- امت کی خیریت کا سبب ہے۔

عن قتادة عن رجل من خثعم قال : أتيت النبي - صلى الله عليه وسلم - وهو في نفر من أصحابه قال : قلت أنت الذي تزعم أنك رسول الله ؟ قال : نعم، قال : قلت : يا رسول الله أي الأعمال أحب إلى الله ؟ قال : إيمان بالله، قال : قلت : يا رسول الله ثم مه ؟ قال : ثم صلة الرحم ، قال: قلتُ: يا رسولَ الله! ثُمَّ مَهْ؟ قال:"ثمَّ الأمرُ بالمعروفِ، والنهيُ عنِ المنكَرِ".قال : قلت : يا رسول الله أي الأعمال أبغض إلى الله ؟ قال : الإشراك بالله، قال : قلت : يا رسول الله ثم مه ؟ قال : ثم قطيعة الرحم ، قال : قلت يا رسول الله ثم مه ؟ قال : ثم الأمر بالمنكر والنهي عن المعروف ۔

مسند أبي يعلى:6839 (صحيح الترغيب والترهيب:2522)

حضرت قتادہ بن دعامہؒ ایک خثعمی صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے ، اس وقت آپﷺ اپنےچندصحابہ کے ساتھ تھے،خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا: کیا آپ ہی وہ شخص ہیں جو کہتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ آپ ﷺنے فرمایاکہ میں وہی ہوں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا : اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی کے نزدیک سب سے محبوب عمل کیا ہے؟ آپﷺنے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے بعد؟ آپ ﷺنے فرمایا:پھر صلہ رحمی کرنا، کہتے ہیں کہ میں نے آگے سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! اس کے بعد ؟ آپﷺنے فرمایا: "پھرامر بالمعروف اور نہی عن المنکر"، خثعمی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالی کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ (مبغوض)عمل کون سا ہے؟ آپﷺنے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اس کے بعد کون سا ہے ؟ آپﷺنے فرمایا:پھر قطع رحمی کرنا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اس کے بعد کون سا عمل سب سے ناپسندیدہ ہے،؟ آپ ﷺنے فرمایا:پھر منکر کا حکم دینا اور بھلائی سے روکنا۔

فو ائد۔

1—کسی روایت کی قبولیت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ صحابی کا نام معلوم ہو، بلکہ اس تک سند کا صحیح ہونا کافی ہے، جیسا کہ اس سند کا حال ہے ، حافظ ہیثمی (المجمع 151/8) نے اور علامہ البانی رحمہم اللہ وغیرہ نے اسے قوی قرار دیا ہے، اس کی تایید نیچے دی گئی حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

2—دعوت الی اللہ کی فضیلت یہ ہے کہ اللہ کے رسولﷺنے اسے افضل الاعمال قرار دیا ہے۔

3-- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر(دعوت) کا کام کرنے والا اللہ کو محبوب اور اس میں کوتاہی کرنے والا اللہ کے نزدیک مبغوض ہے۔

4—صحابہ کا سوال کرنا علم کے حصول کی حرص اور اللہ کی رضا کے حصول پر دلالت کرتا ہے ۔

5— اس میں توحید کی اہمیت اور شرک کی قباحت کو واضح کیا گیا ہے۔

6—صلہ رحمی کی فضیلت اور قطع رحمی کی قباحت ظاہر ہوتی ہے۔

عَنْ دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ قَالَتْ: قَامَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ النَّاسِ أَقْرَؤُهُمْ وَ أَتْقَاهُمْ وَآمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَاهُمْ عَنْ الْمُنْكَرِ وَأَوْصَلُهُمْ لِلرَّحِمِ .

مسند أحمد:27434

دُرَّةَ بِنْتِ أَبِي لَهَبٍ روایت کرتی ہیں کہ اک آدمی کھڑا ہوا اور رسول کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا جبکہ آپ ممبر پر تھے کہ کونسے لوگ بہتر ہیں آپ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بہتر لوگ وہ ہیں جو پڑھتے ہیں (کتاب کو سمجھنے کے لئے) تقوی اختیار کرتے ہیں اور نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے اور صلہ رحمی کرتے ہیں

2-- دعوت ہی دین ہے۔

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: «لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ»

صحيح مسلم:55،سنن ابي داود:4944، سنن الترمذي:1926

" حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺنے فرمایا: دین نصیحت (خلوص وخیر خواہی) کا نام ہے، صحابی کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے پوچھا کس کے لیے؟ فرمایا اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے، اس کے رسول کے لئے ، اہل ایمان کے لئے، مسلمانوں کے امام اور عام مسلمانوں کے لئے"۔

نوٹ۔ سنن ابو داود وغیرہ میں ہے کہ آپﷺنے یہ الفاظ **«الدِّينُ النَّصِيحَةُ»** تین بار دہرائے"۔

فوائد۔

1—— نصیحت (دعوت) اس کی یہ فضیلت کہ اللہ کے رسولﷺنے اسے سراپا دین قرار دیا۔

2-- اللہ کے لئے نصیحت میں اس کی طرف اور اس کے دین کی طرف دعوت دینا بھی داخل ہے ، اسی طرح اللہ کی کتاب کے ساتھ نصیحت میں اس کی طرف دعوت اور اس کی تعلیم وتدریس بھی داخل ہے ، اسی پر باقی چیزوں کو قیاس کرلیں

3-- جس نے دعوت کا کام نہیں کیا اس نے مسلمانوں کا حق تلفی کی ہے ۔**((كَمْ مِن جارٍ مُتعلق بِجَارِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ يَا رَبِّ هَذَا أَغْلَقَ بابهُ دُوني فَمَنع مَعْرُوفَهُ)** **الأدب المفرد:111 عن ابن عمر)**

قیامت کے دن کتنے پڑوسی اپنے پڑوسی کے ساتھ اکٹھے ہوں گے! وہ کہے گا ، "اے اللہ ، اس شخص نے مجھ سے اپنا دروازہ بند کردیا اور مجھ پر احسان کرنے سے انکار کردیا!"

3—— دعوت دین اسلام کا ایک اہم حصہ ہے۔

بلکہ بعض علماء نے اسے دین کا چھٹا رکن کہا ہے۔

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «الْإِسْلَامُ ثَمَانِيَةُ أَسْهُمٍ الْإِسْلَامُ سَهْمٌ، وَالصَّلَاةُ سَهْمٌ، وَالزَّكَاةُ سَهْمٌ، وَحَجُّ الْبَيْتِ سَهْمٌ، وَالصِّيَامُ سَهْمٌ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ سَهْمٌ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ سَهْمٌ، وَالْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ سَهْمٌ، وَقَدْ خَابَ مَنْ لَا سَهْمَ لَهُ».

مسند البزار:2927، مسند أبو يعلى:523

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: دین اسلام کے آٹھ حصے ہیں،اسلام ایک حصہ ہے(یعنی شہادتین)، نماز ایک حصہ ہے، زکاۃ ایک حصہ ہے، حج بیت اللہ ایک حصہ ہے، روزہ ایک حصہ ہے، بھلائی کا حکم دینا ایک حصہ ہے ، برائی سے روکنا ایک حصہ ہے، جہاد فی سبیل اللہ ایک حصہ ہے ، اور وہ شخص بڑے خسارے میں جس کے پاس کوئی حصہ نہیں ہے۔

فوائد۔

1—دعوت کی فضیلت اس میں یہ کہ اسے دین کا ایک اہم حصہ قرار دیا گیا۔

2- دعوت کی اہمیت کے اس کے فقدان کو بڑے خسارے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

3—جس طرح نماز ، روزہ اور زکاۃ وغیرہ ایک مسلمان کے لئے اسلام کا رکن ہیں اسی طرح دعوت کا بھی ایک بڑا مقام ہے کہ اس میں کوتاہی دین کی بنیادی چیزوں میں نقص پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

4-- دعوت کے ذریعے ہی اصلاح ہوسکتی ہے۔

4-- بے پناہ اجر اور صدقہ جاریہ کا سبب ہے۔

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- قَالَ «مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا»

صحيح مسلم: 2674. سنن ابی داود:4609. سنن الترمذي:2674

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا:جس نے کسی ہدایت کی طرف دعوت دی تواس کا ثواب اس شخص کے برابر ہے جس نے ہدایت کو قبول کر کے عمل کیا، البتہ عمل کرنے والوں کے اجر میں کوئی کمی نہ ہوگی،اور جس نے کسی گمراہی کے راستے کی طرف دعوت دی تو وہ اس قدر اس گناہ میں شریک ہے جو اس گناہ کی پیروی کرنے والا ہے اس سے اس کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی ۔

فوائد۔

1- دعوت الی اللہ کی فضیلت اور دعوت پر بے پناہ اجر ہے۔
2- خیر کے کام کی طرف بلانا اور لوگوں کو اس کا عادی بنانا دعوت الی اللہ میں داخل ہے۔
3- گناہ کے کام، شرک وبدعات کی طرف دعوت کی قباحت اور اس کی وعید۔
4- جس طرح جاری رہنے والی نیکیاں ہوتی ہیں اسی طرح جاری رہنے والی برائیاں بھی ہوتی ہیں۔
5- یہ دعوت کبھی کبھار صراحۃ قول کے ذریعے ہوتی ہے، کبھی عمل کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی اس کے لئے راستہ ہموار کرنے کے ذریعے، جیسے کوئی شخص کسی بدعتی کے کارناموں کی تعریف کرے اور اس کی عظمت لوگوں کے سامنے بیان کرے، یا کسی بری وخبیث چیز کو لاکر بیچنا شروع کردے وغیرہ۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلْخَيْرِ، مَغَالِيقَ لِلشَّرِّ، وَإِنَّ مِنَ النَّاسِ مَفَاتِيحَ لِلشَّرِّ مَغَالِيقَ لِلْخَيْرِ، فَطُوبَى لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الْخَيْرِ عَلَى يَدَيْهِ، وَوَيْلٌ لِمَنْ جَعَلَ اللَّهُ مَفَاتِيحَ الشَّرِّ عَلَى يَدَيْهِ»

سنن ابن ماجة:237، شعب الإيمان:687

اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: 'کچھ لوگ اچھائی کے دروازے کھولتے ہیں اور برائی کے دروازے بند کردیتے ہیں ، اور کچھ لوگ برائی کے دروازے کھول دیتے ہیں اور اچھائی کا دروازہ بند کرتے ہیں۔ خوشخبری ہے ان لوگوں کو جن کے ہاتھ میں اللہ ان کو خیر کی چابیاں رکھتا ہے ، اور افسوس ان لوگوں کے لئے جن کے ہاتھ میں اللہ نے برائی کی کنجیاں رکھی ہیں۔

5--دنیاوی مال ومتاع سے بہت بہتر ہے۔

عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله ﷺ قال في خيبر: (لأعطين الر اية غداً رجلاً يفتح الله على يديه، قال: فبات الناس يدوكون ليلتهم أيهم يعطاها، فلما أصبح الناس غدوا على رسول الله ﷺ كلهم يرجو أن يعطاها، فقال ﷺ: أين علي بن أبي طالب؟، فقالوا: يشتكي من عينيه يارسول الله، قال: فأرسلوا إليه فأتوني به، فلما جاء بصق في عينيه ودعا له فبرأ حتى كأن لم يكن به وجع، فأعطاه الر اية، فقال: علي يارسول الله أقاتلهم حتى يكونوا مثلنا؟ فقال: انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم ثم ادعهم إلى الإسلام وأخبرهم بما يجب عليهم من حق الله فيه فوالله لئن يهدي الله بك رجلاً واحداً خيرلك من أن يكون لك حمر النعم).

صحيح البخاري: 2942، صحيح مسلم:2406

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کے موقع پر رسول اللہﷺنے فرمایا:کل میں جھنڈا ایک شخص کو سونپوں گا ، جس کے ہاتھ پر اللہ تعالی فتح نصیب فرمائے گا، چنانچہ لوگوں نے رات اس بحث میں گزار دی کہ کل وہ کون(خوش نصیب) ہوگا جسے جھنڈا ملنے والا ہے،جب صبح کو سارے لوگ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہر شخص یہ امید لگائے ہوئے تھا کہ کاش کہ جھنڈا اسے ہی ملے تو آپﷺنے فرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب میں کہا: اے اللہ کے رسول ان کي آنکھ میں تکلیف ہے، آپﷺنے فرمایا: ان کو بلا کرلے آؤ، جب وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے تو آپﷺنے ان آنکھوں پر لعاب اطہر لگایا اور دعا کی جس سے ان کی آنکھ ایسے ٹھیک ہوگئی کہ گویا اس میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی،پھر نبیﷺنے انہیں جھنڈا دے دیا، حضرت علی نے عرض کیا : اے اللہ کے رسول!ان سے میں کس بات پر لڑوں کہ وہ ہماری طرح ہوجائیں؟ آپﷺنے فرمایا: اسی طرح چلے جاؤ،یہاں تک کہ ان کے میدان میں اترو ، پھر انہیں اسلام کی طرف دعوت دو اوراسلام میں اللہ کا جو حق ان پر ہے اسے بتلاؤ ، اللہ کی قسم اگر تمہارے ذریعے ایک شخص کو بھی اللہ تعالی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

فوائد۔

نوٹ۔ اس حدیث میں بہت سے فائدے ہیں لیکن میں چند ان فائدوں کا ذکر کرتا ہوں جن کا تعلق دعوت سے ہے۔

1—دعوت کی فضیلت کہ اگر ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو وہ دنیا کی ہر قیمتی چیز سے افضل ہے۔

2—جہاد کا اصل مقصد کشور کشائی اور مال ودولت کا حصول نہیں ہے ،بلکہ اللہ کی طرف دعوت ہے۔

3—دعوت کی اہمیت یہ ہے کہ قتال (جہاد طلب) سے پہلے دعوت ضروری ہے۔

4—داعی کو اپنی دعوت کے عوض متاع دنیا کی لالچ نہیں کرنی چاہیئے۔

5—دنیا کے فائدے کے لئے دعوت کا کام چھوڑنا بہت گھاٹے کا سودا ہے۔

دوسری مجلس 21/ 1442/5

بسم الله الرحمان الرحيم

6-- اللہ تبارک وتعالی کی رحمت ، فرشتوں اورتمام مخلوقات کی دعائے مغفرت کے حصول کا سبب ہے۔

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا عَابِدٌ وَالْآخَرُ عَالِمٌ , فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرَضِينَ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ.

سنن الترمذي :2685، الطبراني الكبير:7912

"حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریمﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا تذکرہ ہوا، ان میں سے ایک عابد اور دوسرا عالم، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنی درجے والے پر، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلا شبہ اللہ تبارک وتعالی ، اس کے فرشتے، آسمان وزمین کے رہائشی حتی کہ چیونٹیاں اپنے سوراخ میں اور مچھلیاں (پانی میں) لوگوں کو بھلی بات بتانے والے کےلئے دعائے مغفرت کرتی ہیں"۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مُعَلِّمُ الْخَيْرِ يَسْتَغْفِرُ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ، حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبِحَارِ»

الطبراني الأوسط:6219(صحيح الجامع:5883)

"حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خیر کی تعلیم دینے والے لئے دنیا کی ہر چیز دعا کرتی ہے ، حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی" ۔

فوائد۔

1- عالم کو عابد پر وہ عظیم فضیلت ہے جو نبیﷺ کو ایک ادنی صحابی پر حاصل ہے، اس کا اندازہ دنیا کے پیمانوں پر نہیں کیا جا سکتا

2- اللہ تعالی داعی پر اپنی خصوصی رحمتیں نازل فرماتا ہے،

3- - ہمارے اعداد وشمار سے بہت اوپر اللہ کی بے شمار مخلوق جو نہ صرف زمیں میں ہے بلکہ آسمانوں کی مخلوق بھی اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے۔

4- - داعی کی دعوت سے اللہ کی بے شمار مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے، اس لیے وہ مخلوقات اس کے لئے دعائیں کرتی ہیں۔

5- اللہ تعالی نے ان مخلوقات کو بھی احساس وشعور سے نوازا ہے کہ وہ داعی کی دعوت اور دعوت کے فائدے کو محسوس کرتے ہیں

6- وہ عبادت جس کا فائدہ متعدی ہو اس عبادت سے بہتر ہر جس کا فائدہ صرف اپنی ذات تک محدود ہو۔

6—وہ عالم جو اپنے علم سے لوگوں کو فائدہ نہیں پہنچاتا وہ کسی فضیلت کا مستحق نہیں ہے، فضیل بن عیاض نے فرمایا:**عالم عامل معلم يدعى كبيرا في ملكوت السماوات" سنن الترمذي**

7 — **رسول اللہ کی دعا کا مستحق ۔**

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- يَقُولُ « نَضَّرَ اللَّهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبَلِّغَهُ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ ».

سنن أبى داود : 366 . سنن ابن ماجه :230. سنن الترمذي :2656

"حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺکو سنا آپ فرمارہے تھے: اللہ تعالی اس شخص کے چہرے کو تر وتازہ رکھے (خوش وخرم اور شاداب رکھے) جو مجھ سے کوئی حدیث سنتا ہے پھر اسے حفظ کرتا ہےاور دوسروں تک پہنچا دیتا ہے، بہت سے حامل حدیث اپنے سے زیادہ دانا اور فقیہ لوگوں تک پہنچاتے ہیں،اور بعض علم وفقہ کے حامل خود فقیہ نہیں ہوتے"۔

فوائد۔

1-- دعوت کی فضیلت کہ اللہ کے رسولﷺنے ایسے شخص کے لئے خوش خرم رہنے کی دعا کی ہے۔

2-- دعوت وتعلیم کی ترغیب ، کیونکہ فضائل بیان کرنے کا معنی ہی ہے کہ اس کی رغبت کی جائے۔

3—روایت حدیث کی ترغیب " **" تَسْمَعُونَ، وَيُسْمَعُ مِنْكُمْ، وَيُسْمَعُ مِمَّنْ يَسْمَعُ مِنْكُمْ "**

مسند أحمد:2945،سنن ابي داود:3695

4—یہ کوئی ضروری نہیں کہ جس کو خوب حدیثیں یاد ہوں وہ اچھا فقیہ بھی ہو،یا جس کا مطالعہ وسیع ہو اس کی سمجھ بھی اتنی زیادہ ہو، دین کی سمجھ اور حقیقی روح تک پہنچنا یہ خالص اللہ کی توفیق ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

5—یہ کہ پڑھنے پڑھانے اور سننے اور سنانے کا سلسلہ جاری رہنا چاہئے ، صرف اپنے مطالعہ پر اعتماد صحیح نہیں ہے۔

6—اس حدیث میں فقہ سے مرادصرف اصطلاحی فقہ نہیں ہے ، بلکہ دین کی تمام تعلیمات ، عقیدہ ، قرآن کی سمجھ، حدیث نبوی کی فقہ وغیرہ سبھی کچھ مراد ہے۔

8--دعوت کا کام صدقہ کا بہترین بدل ہے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: «فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: «فَيُعِينُ ذَا الحَاجَةِ المَلْهُوفَ» قَالُوا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: «فَيَأْمُرُ بِالخَيْرِ» أَوْ قَالَ: «بِالْمَعْرُوفِ» قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: «فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ».

صحيح البخاري:6022، صحيح مسلم:1008

"حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺنے فرمایا: ہر مسلمانکو چاہیے کہ صدقہ کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: اگر نہ کر پائے تو؟ آپﷺنے فرمایا: اپنے ہاتھ سے کام کرے، خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے ، لوگوں نے سوال کیا: اگر اس کے پاس استطاعت نہ ہو ، یا وہ کام نہ کرسکے تو؟ آپﷺنے

فرمایا: کسی پریشان حال حاجت مند کی مدد کرے، لوگوں نے عرض کیا: اگر یہ بھی نہ کرسکے تو؟ آپﷺنے فرمایا: خیر یا بھلائی کا حکم دے،کسی نے کہا: اگر اس سے یہ بھی نہ ہوسکے تو؟ آپﷺنے فرمایا: لوگوں کو اپنے شر سے بچا رکھے،بلاشبہہ یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا"۔

فوائد۔

1—دعوت کی فضیلت کہ اللہ تعالی نے اسے ایک قسم کا صدقہ قرار دیا ، صدقے کے فوائد بہت زیادہ ہیں ، ان میں سے ایک اہم فائدہ یہ ہےکہ **" كُلُّ امْرِئٍ فِي ظِلِّ صَدَقَتِهِ حَتَّى يُفْصَلَ بَيْنَ النَّاسِ - أَوْ قَالَ: يُحْكَمَ بَيْنَ النَّاسِ -** ""ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقے کے سایے میں ہوگا ، یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے"۔

مسند أحمد:17333، صحيح ابن خزيمة"2431 عن عقبة بن عامر

2-- ایک مسلمان کو چاہئے کہ وہ دعوت کے کام میں لگا رہے ، اگر کچھ نہ ہو سکے تو اہل خیر سے اپنی زبان کو روک کر رکھے۔

3-- دعوت کا کام صرف عبادت کی طرف بلانا یا برے کام سے روکنے تک محدود نہیں ہے ، بلکہ ہر وہ کام جو عقلا یا شرعا برا ہے اس سے روکا جائے اور جو عقلا وشرعا مفید ہے اس کی ترغیب دی جائے، اگر نیت اللہ کی رضی حاصل کرنا ہے تو یہ بھی عبادت میں داخل ہوگا،۔

اس حدیث میں معروف کا لفظ شاید اسی مفہوم میں ہے، کیونکہ خیر وہ چیز ہے جو شرعا "حسن" ہو اور معروف وہ چیز ہے جو شرعا وعقلا "حسن ہو۔

4—ایک داعی کو جس نیکی کا بھی موقع ملے اسے انجام دینا چاہیئے۔

5—داعی اگر ایک کام شروع کرتا ہے اور اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ملتی یا کوئی رکاوٹ آتی ہے تو اسے چھوڑ کر بیٹھ نہیں جانا چاہئے بلکہ مستقل مزاجی کے ساتھ چلتے رہنا چاہیے،

6-- داعی کو چاہئے کہ اپنی عزت نفس کا پاس ولحاظ رکھے ، حتی الامکان لوگوں کے سامنے اپنے اخلاق اور کردار پر کسی قسم کا حرف نہ انے دے۔

عَنْ أَبِى ذَرٍّأَنَّ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- قَالُوا لِلنَّبِىِّ -صلى الله عليه وسلم- يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِبِالأُجُورِيُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّى وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ بِفُضُولِ أَمْوَالِهِمْ. قَالَ « أَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ مَا تَصَّدَّقُونَ إِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌبِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْىٌ عَنْ مُنْكَرٍصَدَقَةٌ ».

صحيح مسلم:1006، مسند أحمد:21473، صحيح ابن حبان:835

"حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے نبیﷺ سے عرض کیا:اے اللہ کے رسول! زیادہ مال والے اجر وثواب لے گئے، وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں،ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں، (لیکن اللہ تعالی نے انہیں مال دیا ہے جس میں سے) وہ ضرورت سے زیادہ مال خرچ کرتے ہیں (جو ہم نہیں کر سکتے) ، نبی کریمﷺنے فرمایا: کیا اللہ تعالی نے تمہارے لئے ایسی چیز نہیں بنائی ہے جس سے تم صدقہ کر سکو؟ بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے، ہر تکبیر صدقہ ہے، ہر تحمید صدقہ ہے ، ہر تہلیل صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے"۔

9--گناہوں کا کفارہ ہے۔

حُذَيْفَةَ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُمَرَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الفِتْنَةِ، قُلْتُ أَنَا كَمَا قَالَهُ: قَالَ: إِنَّكَ عَلَيْهِ أَوْ عَلَيْهَا لَجَرِيءٌ، قُلْتُ: «فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ، تُكَفِّرُهَا الصَّلاَةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ، وَالأَمْرُوَالنَّهْيُ» الحديث

صحيح البخاري:525، صحيح مسلم:144

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے پوچھا کہ : فتنوں کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کے فرامین تم میں سے کس نے یاد کیے ہیں؟ حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا کہ مجھے اسی طرح یاد جس طرح آپﷺ نے فرمایا تھا:
حضرت عمر نے کہا: تم اس قسم کی باتوں کے بارے میں بڑے دلیر ہو، (لاؤ سناؤ، رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا ہے) میں نے کہا کہ (آپﷺ کا فرمان ہے کہ) اپنے اہل وعیال ،اپنے مال و اولاد اور اپنے پڑوسی سے متعلقہ فتنوں کا کفارہ نماز ، روزہ ، صدقہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہوجاتے ہیں"۔ الحدیث

فوائد۔

1-- دعوت کی فضیلت ان اہم کاموں میں سے ایک ہے جو بندوں کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں۔

2-- داعی کو چاہئے کہ مال ودولت اور اہل وعیال کے فتنے میں پڑھ کر دعوت کا کام نہ چھوڑے۔

3-- نماز ، روزے اور صدقہ کی طرح دعوت کا کام بھی بہت اہم ہے، جس طرح مذکورہ کام کبھی واجب اور کبھی سنت ہوتے ہیں اسی طرح دعوت کا کام بھی کبھی واجب اور مستحب ہوتا ہے۔

4—— ایک شخص اپنے طور پر خواہ کتنا ہی اچھا اور عبادت گزار ہو لیکن اگر دعوت کا کام نہیں کرتا تو اس پر فتنے میں پڑھنے کا اندیشہ ہے۔

5-- ایک مسلمان خصوصا ایک داعی کو فتنوں سے بچنا چاہئے اور اس سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرنے چاہئے۔

10-- اللہ کے عذاب سے بچاو ہے۔

عن النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " مَثَلُ القَائِمِ عَلَى حُدُودِ اللَّهِ وَالوَ اقِعِ فِيهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوا عَلَى سَفِينَةٍ، فَأَصَابَ بَعْضُهُمْ أَعْلاَهَا وَبَعْضُهُمْ أَسْفَلَهَا، فَكَانَ الَّذِينَ فِي أَسْفَلِهَا إِذَا اسْتَقَوْا مِنَ المَاءِ مَرُّوا عَلَى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوا: لَوْ أَنَّا خَرَقْنَا فِي نَصِيبِنَا خَرْقًا وَلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَإِنْ يَتْرُكُوهُمْ وَمَا أَرَادُوا هَلَكُوا جَمِيعًا، وَإِنْ أَخَذُوا عَلَى أَيْدِيهِمْ نَجَوْا، وَنَجَوْا جَمِيعًا "

صحيح البخاري:2493،سنن الترمذي:1973، مسند أحمد:18361

"حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: اللہ کی حدود پر قائم شخص کی مثال اور اس شخص کی مثال جو اس میں مبتلا ہوگیا ہے، ان لوگوں کی سی ہے جو کسی کشتی میں سوار ہونے کے لئے قرعہ اندازی کئے، بعض کے حصے میں اوپر کا طبقہ آیا اور بعض کے حصے میں نچلا طبقہ، اب نچلے حصے والوں کو جب پانی کی ضرورت پڑھتی ہے تو وہ اوپر والوں کے پاس سے گزرتے ، (جس سے وہ محسوس کرتے کہ اوپر والوں کو ہم سے اذیت پہنچ رہی ہے، لہذا)انہوں نے (باہم مشورہ کیااور) کہا کہ اگر ہم اپنے نچلے حصے میں سوراخ کرلیں (تو بہتر ہو،)اس طرح سے ہم اوپر والوں کے لئے اذیت کا باعث نہیں بنیں گے، اس صورت میں اگر لوگ ان کو اور انکے ارادے کو پورا کرنے کے لیےچھوڑ دیں تو سبھی ہلاک ہوجائیں گے اور اگر ان کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو وہ بھی بچ جائیں گے اور دوسرے لوگ بھی بچ جائیں گے"۔

فوائد۔

1—دعوت وتبلیغ کی فضیلت یہ ہے کہ وہ سفینہ نجات ہے۔

2—دعوت وتبلیغ کی ضرورت و اہمیت کہ اس میں کوتاہی پوری امت کی ہلاکت کا سبب ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں ارشاد نبوی ہے:

" إِذَا رَأَيْتُمْ أُمَّتِي تَهَابُ الظَّالِمَ أَنْ تَقُولَ لَهُ: إِنَّكَ أَنْتَ ظَالِمٌ، فَقَدْ تُوُدِّعَ مِنْهُمْ " جب دیکھو کہ میری امت ظالم کویہ کہنے سے ڈرتی ہے کہ تو ظلم کر رہا ہے یا تو ظالم ہے تو انہیں چھوڑ دیا گیا ہے (اللہ کی حفاظت ان سے اٹھا لی گئی ہے)"۔

مسند احمد:6521، مستدرک الحاکم 96/4 بروایت عبد اللہ بن عمرو۔

نیز المعجم الاوسط :7825 بروایت جابر بن عبد اللہ

3—جو دعوت کا کام چھوڑ دیتا ہے وہ اللہ کے ہاں سزا کا مستحق ہے۔

4—دعاۃ کا برائی پر خاموش رہنا (اگر روکنے کی استطاعت ہو تو) وہ جرم اور گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

5—دعاۃ کے لئے یہ اسلوب بہت اہم ہے کہ کسی بھی چیز کی خوبی یا اس کی خامی کو مثالوں سے سمجھائیں۔

6— کسی کی ناراضگی یا کسی کی اذیت کے ڈر سے دعوت کا کام چھوڑنا جائز نہیں ہے۔

7-- پڑوسی کی طرف سے اگر کوئی ایسی اذیت ہے جس پر اسے اختیار نہیں ہے تو اس پر صبر کرنا ضروری ہے۔

8-- دعاۃ کو چاہئے کہ ان کو دعوت کے عوض اگر کسی قسم کی اذیت پہنچتی ہے تو اس پر صبر کریں۔

9-- زمین ، گھر یا اسی قسم کی چیزیں جن کی برابر تقسیم ممکن نہ ہو تو اس بارے میں قرعہ اندازی کی جاسکتی ہے۔

10-- دعوت یا دینی کام میں قرعہ اندازی جائز ہے، اس کی دلیل اس حدیث سے بھی لی جاسکتی ہے کہ "**«لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الأَوَّلِ، ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لاَسْتَهَمُوا**،الحدیث. "اگر لوگ اذان اور پہلی صف کا اجر جان جائیں اور اس کا موقع بغیر قرعہ اندازی کے نہ ملے تو قرعہ اندازی کرکے اسے حاصل کریں"۔ صحیح بخاری:615، صحیح مسلم:437 بروایت بریدہ

عَنْ جَرِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَقُولُ « مَا مِنْ رَجُلٍ يَكُونُ فِى قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيهِمْ بِالْمَعَاصِى يَقْدِرُونَ عَلَى أَنْ يُغَيِّرُوا عَلَيْهِ فَلاَ يُغَيِّرُوا إِلاَّ أَصَابَهُمُ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَمُوتُوا ».

سنن أبی داود:4339،مسند أحمد:19192، صحيح ابن حبان:300

"حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ،آپ فرمارہے تھے کہ:جو شخص بھی کسی ایسی قوم میں ہے جن میں اللہ کی نافرمانیاں کی جاتی ہیں اور وہ لوگ ان کی اصلاح اور اس برائی کو دور کرسکتے ہیں لیکن اصلاح نہیں کرتے اور اس برائی کو دور نہیں کرتے تو اللہ تعالی موت سے قبل انہیں عذاب میں ضرور مبتلا کرے گا"۔

11-- یہ فریضہ چھوڑنے سے دعا بھی قبول نہیں ہوتی :

عن حذيفة بن اليمان : عن النبي صلى الله عليه وسلم قال والذي نفسي بيده لتأمرن بالمعروف ولتنهون عن المنكر أو ليوشكن الله أن يبعث عليكم عقابا منه ثم تدعونه فلا يستجاب لكم .

سنن الترمذي :2169،مسند أحمد:23301،شعب الإيمان:7152

"حضرت حذیفه بن یمان رضی الله عنه سے روایت ہے که نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم لوگ بھلائی کا حکم ضرور دو اور برائی سے ضرور روکو ورنه وہ وقت دور نہیں که الله تعالی اپنی طرف سے تمہارے اوپرکوئی عذاب بھیجے گا پھر تم اس سے دعائیں کرتے رہوگے اور وہ تمہاری دعائیں قبول نه کرے گا"۔

اسی معنی میں ایک اور حدیث ہے۔

عن عائشة قالت : دخل علي النبي صلى الله عليه و سلم فعرفت في وجهه أن قد حضره شيء فتوضأ وما كلم أحدا ثم خرج فلصقت بالحجرة أسمع ما يقول فقعد على المنبر فحمد الله و أثنى عليه ثم قال : (يا أيها الناس إن الله تبارك تعالى يقول لكم : مروا بالمعروف وانهوا عن المنكر قبل أن تدعوني فلا أجيبكم وتسألوني فلا أعطيكم وتستنصروني فلا أنصركم) فما زاد عليهم حتى نزل.

صحيح ابن حبان:290، مسند أحمد:25255، سنن ابن ماجة:4004 الفاظ صحیح ابن حبان کے ہیں

"حضرت عائشه رضی الله عنہا سے روایت ہے که ایک بار نبیﷺ میرے پاس تشریف لائے ، میں آپ کے چہرے سے محسوس کر رہی تھی که کوئی اہم معامله ضرور در پیش ہے، آپ نے وضو فرمایا، اور کسی سے کوئی گفتگو کئے بغیر نکل گئے(اور مسجد تشریف لے گئے) ،میں نے اپنے حجرے (کے دروازے) پر کان لگایا که سنوں آپ کیا فرما رہے ہیں؟ چنانچه آپﷺ منبر پر بیٹھ گئے ، الله تعالی کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! الله تبارک وتعالی تم سے کہه رہا ہے که "بھلائی کا حکم دو، اور برائی سے روکو ، قبل اس کے که تم مجھ سے دعا مانگو اور میں قبول نه کروں، تم مجھ سے سوال کرو اور تمہاری بات نه سنوں اور تم مجھ سے مدد طلب کرو اور میں تمہاری مدد نه کروں۔ بس آپﷺ نے اتنا ہی فرمایا اور منبر سے نیچے آگئے"۔

فوائد۔

1—دعوت کی اہمیت وفضیلت که اس میں کوتاہی سے الله تعالی ناراض ہوتا ہے ، اور جب ناراض ہوتا ہے تو:

اولا- اپنی مدد روک لیتا ہے،

ثانیا- -دعا ئیں قبول نہیں ہوتیں،

ثالثا- الله تعالی اپنی برکتیں روک لیتا ہے اور لوگ سوال کرتے رہتے ہیں لیکن ان کی دعائیں پوری نہیں ہوتی۔

2—اس کے بر عکس گویا دعوت کے کام سے الله کی برکتیں نازل ہوتی ہیں، اس کی مدد آتی ہے، اور مشکل وقت میں بندوں کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ(40) الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ(41)الحج

3—دعوت کے عمل کو ترک کرنا اتنا بڑا گناہ ہے که اس کی وجه سے اعمال قبول نہیں ہوتے۔

4—دعوت پر حرص انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے، چنانچه اسی حدیث میں که جب الله کے رسولﷺ کو الله تعالی کا یه پیغام ملا تو آپﷺ نے فورا بغیر کسی توقف کے الله کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا۔

12 -- بنی اسر ائیل کی ہلاکت وبربادی کا ایک بڑا سبب یہی بھی تھا :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « إِنَّ أَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلَى بَنِى إِسْرَائِيلَ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ فَيَقُولُ يَا هَذَا اتَّقِ اللَّهِ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَإِنَّهُ لاَ يَحِلُّ لَكَ ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ فَلاَ يَمْنَعُهُ

ذَلِكَ أَنْ يَكُونَ أَكِيلَهُ وَشَرِيبَهُ وَقَعِيدَهُ فَلَمَّا فَعَلُوا ذَلِكَ ضَرَبَ اللَّهُ قُلُوبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ ». ثُمَّ قَالَ (لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِى إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ) إِلَى قَوْلِهِ (فَاسِقُونَ) ثُمَّ قَالَ « كَلاَّ وَاللَّهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَتَأْخُذُنَّ عَلَى يَدَىِ الظَّالِمِ وَلَتَأْطُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ أَطْرًا وَلَتَقْصُرُنَّهُ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا ».

سنن أبي داود:4338، سنن الترمذي:3047،سنن ابن ماجة:4006

قال الألباني: ضعيف، وقال محققوا المسند: وله شاهد من حديث أبي موسى عند الطبراني، أورده الهيثمي في "المجمع" 269/7، وقال: رواه الطبراني، ورجاله رجال الصحيح.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺنے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل میں نقص کی ابتدا اس طرح سے ہوئی کہ ایک شخص کسی شخص کو برائی کرتے دیکھتا تو اس سے کہتا : اے صاحب ! اللہ تعالی سے ڈرو اور جو کچھ کر رہے ہو اسے چھوڑ دو، اس لئے کہ یہ تمہارے لئے حلال نہیں ہے، پھر جب دوسرے دن اس سے ملتا (اور اسے اسی گناہ پر دیکھتا) تو اس (گناہ کرنے والے) کی یہ حرکت اسے اس سے نہ روکتی کہ وہ اس کا ہمنوالہ وہم پیالہ اور اس کا ہم مجلس بنے ، پھر جب یہ صورت ہوگئی تو اللہ تعالی نے ان کے دلوں کو ایک دوسرے پے دے مارا(یعنی ان میں پھوٹ ڈال دی) ، پھر نبیﷺنے یہ آیت تلاوت فرمائی"**لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ (78) كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (79) تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ (80) وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوهُمْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنَّ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَاسِقُونَ (81) المائدة** "بنو اسرائیل کے کافروں پر حضرت داود اور عیسی ابن مریم علیہما السلام کے ذریعے لعنت کی گئی ، اس وجہ سے کہ وہ نافرمانیاں کرتے تھے اور حد سے بڑھ جاتے تھےاور جو برے کام کرتے تھے، ان سے ایک دوسرے کو روکتے نہ تھے، وہ جو کچھ کرتے تھے یقینا برا تھا ، ان میں سے بہت سے لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں، بہت برا ہے جو کچھ انہوں نے اپنے لئے آگے بھیجا، وہ یہ کہ اللہ تعالی ان سے ناراض ہوا، اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے، اور اگر وہ اللہ پر ، نبی پر اور نبی پر نازل ہونے والی شریعت پر ایمان رکھتے تو ان کافروں سے دوستی نہ کرتے ، لیکن ان میں سے اکثر لوگ فاسق ہیں، پھر (ابن مسعود نے)فرمایا: خبردار! اللہ کی قسم ! تمہیں بالضرور نیکی کا حکم دینا ہوگا، برائی سے روکنا ہوگا اور لوگوں کو حق پر مجبور کرنا ہوگا اور حق کا پابند بنانا ہوگا"۔

فوائد۔

1-- اگر یہ امت بھی دعوت کا کام چھوڑ دیں گے تو ان کا حشر بھی بنی اسرائیل جیسا ہوگا۔

2— جو دعوت کو قبول نہیں کرتا اور برائی پر اڑا رہتا ہے تو اس کے ساتھ دوستی اور تعلقات رکھنا ہلاکت ہے۔

3— دعوت کا کام چھوڑ دینا باہمی پھوٹ اور دلوں میں بگاڑ کا سبب بنتاہے، شاید یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی رحمہ اللہ نے "باب الامر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے باب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ "**«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتُلُوا إِمَامَكُمْ، وَتَجْتَلِدُوا بِأَسْيَافِكُمْ، وَيَرِثَ دُنْيَاكُمْ شِرَارُكُمْ»**"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہےقیامت قائم نہیں ہوگی حتی کہ تم اپنے امام کو قتل نہ کردوگے اور تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے پر حملہ آور نہ ہوگے، اور تمہاری دنیا کے وارث تمہارے برے اور شریر لوگ ہوجائیں گے"۔

سنن الترمذی:2179، سنن ابن ماجہ:4043، مسند احمد:23302

اس حدیث کی شرح میں صاحب تحفہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ : اولا—یہ صورت حال اس وقت پیدا ہوگی جب تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ چھوڑ دوگے۔ ثانیا—اگر تم نے دعوت کا کام چھوڑ دیا تو تمہاری خیریت باقی نہیں رہے گی اور اللہ تعالی خود تمہارے بروں اور شر پسند لوگوں کو تم پر مسلط کر دیگا۔ تحفة الاحوذی 326/6

4--دعوت میں کوتاہی اللہ کی لعنت کا سبب ہے۔

5 —اس سے دعوت کی فضیلت اور اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے باہم اتفاق و اتحاد رہتا ہے اور برے لوگ ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔

تیسرا درس1442/5/28

<u>13-- مشقت کے وقت اورپریشانی کے مو اقع میں دعوت کا اجر بہت زیادہ ہے۔</u>

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ»

سنن ابي داود: 4344، سنن الترمذي: 2174، سنن ابن ماجة:4011

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم وجابر حاکم کے سامنے حق بات کہی جائے"۔

فوائد۔

1—مشکل جگہ، برے ماحول اور خطرناک موقعے پر حق کی دعوت بہت بڑے اجر کا سبب ہے۔

2—دعوت کا کام کرنا بغاوت نہیں ہے، البتہ مناسب اسلوب استعمال کیاجائے گا، جس سے باغیوں کو موقع نہ ملے۔

3— برے ماحول میں اور جان ومال اور عزت کے خطرے میں دین پر عمل کرتے رہنا بھی دعوت ہے

4—برے ماحول میں دین پر ثابت قدمی بہت بڑا جہاد ہے، مثلا جہاں عورت کے پردے کا مذاق اڑایا جاتا ہو یا پردے کی وجہ سے اذیت کا سامنا ہو وہاں عورتوں کا پردہ کرنا ،یا جہاں دین کا مذاق اڑایا جاتا ہو وہاں داڑھی رکھنا یا خاندانی اور علاقائی رسم ورواج کو چھوڑنا وغیرہ۔

ثانیا-- ہم دعوت کا کام کیوں کرتے ہیں؟

<u>1—امانت کی ادائگی ہے۔</u>

عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ الْمَكِّيِّ، قَالَ: كُنْتُ أَكْتُبُ لِفُلَانٍ نَفَقَةَ أَيْتَامٍ كَانَ وَلِيَّهُمْ فَغَالَطُوهُ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، فَأَدَّاهَا إِلَيْهِمْ فَأَدْرَكْتُ لَهُمْ مِنْ مَالِهِمْ مِثْلَيْهَا، قَالَ: قُلْتُ: أَقْبِضُ الْأَلْفَ الَّذِي ذَهَبُوا بِهِ مِنْكَ؟، قَالَ: لَا، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنِ ائْتَمَنَكَ، وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ»

سنن ابي داود:3534، سنن الترمذي:1264، مسند أحمد:15424

"حضرت یوسف بن ماھک المکی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ فلاں شخص چند یتیموں کا سرپرست تھا اور میں ان یتیموں کا خرچ لکھا کرتا تھا، ان یتیموں نے اسے ایک ہزار درہم کے حوالے سے غلطی لاحق ہوئی جو اس نے

انہیں ادا کردیا، پھر میں نے(یعنی یوسف بن ماھک) ان کے مال میں دو گنا پایا تو میں نے اس فلاں شخص سے کہا کہ تیرا ایک ہزار جو وہ لے گئے ہیں اسے لے لو، اس نے کہا : میرے والد نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسولﷺ سے سنا ہے: جو تجھے امین بنائے اس کی امانت ادا کرو اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تم اس کے ساتھ خیانت نہ کرو"۔

فوائد۔

1— فرائض کی ادائگی امانت میں داخل ہے اور دعوت کا کام بھی ایک فریضہ اور دین اسلام کا ایک اہم حصہ ہے ، اس لئے دعوت کا کرنا کام بھی امانت کی ادا ئگی ہے اوراس فرمان الہی کا عملی ثبوت ہے ۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ۔ النساء : 58

2—اگر کوئی شخص ہمارا حق ادا نہیں کرتا تو اسے بھی دعوت دینا اور اس کی اصلاح کرنا ہمارا فرض ہے، اگر اس نے امانت میں خیانت کی ہے تو ہمیں اس کی بھی خیر خواہی کرنی چاہیے۔

3—ہم اگر دعوت کا کام کرتے ہیں تو اپنا فریضہ ادا کر رہے ہیں کسی پر احسان نہیں کر رہےہیں۔

4—بعض حدیثیں جن کی صحت معلوم نہیں ہے اس میں صراحت کے ساتھ دعوت نہ دینے کو خیانت کہا گیا ہے۔

يجيئ الرجل يوم القيامة متعلقا بجاره فيقول يارب هذا خانني، فيقول يا رب ! ما خنته في أهل ولا مال، فيقول : صدق يارب ، ولكنه رآني على معصية فلم ينهني عنها. الصلاة لأحمد بن حنبل:105

تقریبا اسی معنی میں ایک حدیث الترغیب و الترھیب میں حافظ منذری رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ سے رزین کے حوالے سےنقل کیا ہے ، لیکں علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی کوئی تخریج نہیں کی ہے، واللہ اعلم دیکھئے ضعیف الترغیب: 1394

<u>2— اپنی ذمے داری سے سبکدوشی ہے۔</u> پہلی صورت سے ملتی جلتی ایک صورت یہ بھی کہ دعوت کے کام کرنے سے بندہ اللہ کے یہاں اپنی ذمے داری سے سبکدوش ہوجاتا ہے ، ورنہ خطرہ ہے کہ اللہ کے یہاں گرفت ہوگی۔

عن الحَارِثَ الأَشْعَرِيَّ، حَدَّثَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ اللَّهَ أَمَرَيَحْيَى بْنَ زَكَرِيَّا بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ يَعْمَلَ بِهَا وَيَأْمُرَبني إسرائيل أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، وَإِنَّهُ كَادَ أَنْ يُبْطِئَ بِهَا، فَقَالَ عِيسَى: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَكَ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ لِتَعْمَلَ بِهَا وَتَأْمُرَبني إسرائيل أَنْ يَعْمَلُوا بِهَا، فَإِمَّا أَنْ تَأْمُرَهُمْ، وَإِمَّا أَنَا آمُرُهُمْ، فَقَالَ يَحْيَى: أَخْشَى إِنْ سَبَقْتَنِي بِهَا أَنْ يُخْسَفَ بِي أَوْ أُعَذَّبَ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ المَقْدِسِ، فَامْتَلَأَ المَسْجِدُ وَقَعَدُوا عَلَى الشُّرَفِ، فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ، وَآمُرُكُمْ أَنْ تَعْمَلُوا بِهِنَّ: أَوَّلُهُنَّ أَنْ تَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَإِنَّ مَثَلَ مَنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اشْتَرَى عَبْدًا مِنْ خَالِصِ مَالِهِ بِذَهَبٍ أَوْوَرِقٍ، فَقَالَ: هَذِهِ دَارِي وَهَذَا عَمَلِي فَاعْمَلْ وَأَدِّ إِلَيَّ، فَكَانَ يَعْمَلُ وَيُؤَدِّي إِلَى غَيْرِسَيِّدِهِ، فَأَيُّكُمْ يَرْضَى أَنْ يَكُونَ عَبْدُهُ كَذَلِكَ؟ وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَكُمْ بِالصَّلَاةِ، فَإِذَا صَلَّيْتُمْ فَلَا تَلْتَفِتُوا فَإِنَّ اللَّهَ يَنْصِبُ وَجْهَهُ لِوَجْهِ عَبْدِهِ فِي صَلَاتِهِ مَا لَمْ يَلْتَفِتْ، وَآمُرُكُمْ بِالصِّيَامِ، فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ فِي عِصَابَةٍ مَعَهُ صُرَّةٌ فِيهَا مِسْكٌ، فَكُلُّهُمْ يَعْجَبُ أَوْ يُعْجِبُهُ رِيحُهَا، وَإِنَّ رِيحَ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ المِسْكِ، وَآمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ العَدُوُّ، فَأَوْثَقُوا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ وَقَدَّمُوهُ لِيَضْرِبُوا عُنُقَهُ، فَقَالَ: أَنَا أَفْدِيهِ مِنْكُمْ بِالقَلِيلِ وَالكَثِيرِ، فَفَدَى نَفْسَهُ مِنْهُمْ، وَآمُرُكُمْ أَنْ تَذْكُرُوا اللَّهَ فَإِنَّ مَثَلَ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ خَرَجَ العَدُوُّ فِي أَثَرِهِ سِرَاعًا حَتَّى إِذَا أَتَى عَلَى حِصْنٍ حَصِينٍ فَأَحْرَزَنَفْسَهُ مِنْهُمْ، كَذَلِكَ العَبْدُ لَا يُحْرِزُنَفْسَهُ مِنَ الشَّيْطَانِ إِلَّا بِذِكْرِاللَّهِ "،

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «وَ أَنَا آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ اللَّهُ أَمَرَنِي بِهِنَّ، السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ وَالجِهَادُ وَالهِجْرَةُ وَالجَمَاعَةُ، فَإِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يَرْجِعَ، وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى الجَاهِلِيَّةِ فَإِنَّهُ مِنْ جُثَا جَهَنَّمَ»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ؟ قَالَ: «وَإِنْ صَلَّى وَصَامَ، فَادْعُوا بِدَعْوَى اللَّهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ المُسْلِمِينَ المُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللَّهِ».

سنن الترمذي:2863، مسند أحمد:17170، صحيح ابن خزيمة:930

"حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے حضرت یحیی بن زکریا کو پانچ باتوں کا حکم دیا کہ ان پر خود بھی عمل کریں اور نبی اسرائیل کو ان باتوں پر عمل کرنے کا حکم دیں و حضرت یحیی علیہ السلام نے اس سلسلے میں کچھ تاخیر کی تو حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ؛ اللہ تعالی نے آپ کو پانچ باتوں کا حکم دیا ہےکہ اس پر عمل کریں اور نبی اسرائیل کو بھی بتلائیں کہ ان پر عمل کریں (لیکن آپ نے وہ باتیں ابھی تک بنی اسرائیل تک نہیں پہنچائیں) لہذا وہ باتیں یا تو آپ بنی اسرائیل کو بتلائیں ،ورنہ میں بتلاتا ہوں ،حضرت یحیی علیہ السلام نے فرمایا ؛مجھے خوف ہے کہ اگر آپ مجھ سے سبقت لے گئے تو مجھے زمین میں دھنسا دیا جائے گا یا پھر عذاب دیا جاؤں گا چنا نچہ انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع ہونے کا حکم دیا جس سے مسجد بھر گئی اور لوگ اپنے گھروں کے کنگروں (محراب نما) پر بیٹھ گئے ،حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام نے فرمایا:اللہ تعالی نے مجھے پانچ باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور آپ لوگوں کو ان پر عمل کرنے کی دعوت دوں۔

1۔پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت کرواور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ بناو۔ اللہ تعالی کے ساتھ شرک کی مثال شخص کی ہے جو اپنے ذاتی پیسے سونا یا چاندی سے ایک غلام خریدتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے ،لہذا یہ کام کرو اور (اسکا جو فائدہ ہو) مجھے دیتے جاؤ،تو وہ شخص کام کرنے لگا اور کام کرکے اس کا فائدہ اپنے آقا کو چھوڑ کر دوسروں کو دینے لگا ۔ توبتلاؤ! تم میں سے کسے پسند ہے کہ اس کا غلام ایسا ہو ، تو یاد رکھو کہ اللہ تعالی ہی نے تمہیں پیدا کیا ہے ،وہی تم کو روزی دیتا ہے، لہذا اللہ تعالی کے ساتھ شرک نہ کرو۔

2۔ اور اللہ تعالی نے تمہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے،لہذا جب نماز پڑھو تو ادھر ادھر متوجہ نہ ہو ،اسلئے کہ جب تک بندہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا اللہ تعالی اپنا چہرہ بندے کے چہرے کی طرف جمائے رکھتا ہے۔

3۔ اور اللہ تعالی نے تمہیں روزے کا حکم دیا ہے،اسلئے کہ روزہ دار کی مثال اس شخص جیسی ہے جو کسی جماعت میں ہے اوراس کے پاس ایک تھیلی ہے جس میں مشک ہے تو ہر شخص کو اس کی خوشبو پسند آتی ہے، اور یاد رہے کہ روزہ دار کے منھ کی بو اللہ تعالی کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے۔

4۔اور اللہ تعالی نے تمہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے ،اس لئے کہ صدقہ کرنے کی مثال اس شخص کی ہے جسے دشمن نے قید کر لیا ہو اور اس کے ہاتھوں کو گردنوں سے جکڑ کر باندھ دیا ہو، اب اس کی گردن

مارنے کے لئے اگے بڑھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میرے پاس کم زیادہ جو کچھ ہے سب دیکر تم لوگوں سے چھٹکارا چاہتا ہوں، چنانچہ اس طرح وہ ان سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے۔

5۔اور اللہ تعالی نے تم لوگوں کو ذکر کا حکم دیا ہے ،کیونکہ ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص جیسے ہے کہ دشمنوں نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں داخل ہوکر اپنے آپ کو بچا لیتا ہے،اسی طرح بندہ اپنے آپ کو شیطان سے ذکر الہی کے ذریعہ ہی بچا سکتا ہے۔

نبی ﷺنے فرمایا؛اور میں بھی تم کو ان پانچ باتوں کا حکم دے رہا ہوں جس کا حکم ہمیں اللہ تعالی نے دیا ہے۔

1۔(حاکم وقت کی بات سننا)

2۔اسکی اطاعت کرنا،

3۔جہاد کرنا،

4۔ہجرت کرنا، 5

۔اور جماعت کو لازم پکڑنا

اسلئے کہ جو شخص جماعت سے بالشت برابر بھی جدا ہوجائے گا اس نے اسلام کی رسی اپنے گردن سے نکال پھینکی، الا یہ کہ پھر واپس جماعت میں شامل ہوجائے اور جو شخص جاہلیت کی پکار لگائے وہ جہنم کا ایندھن ہے۔یہ سنکر ایک شخص نے پوچھا ؛اگر چہ وہ شخص روزہ رکھے اور نماز پڑھے ؟آپ نے فرمایا؛اگر چہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے ،لہذا وہی پکار لگاو جس نام سے اللہ تعالی نے تمہیں موسوم کیا ہے،مسلمان ، مومن ،اللہ کے بندے"۔

فوائد۔

1—تمام انبیاء کی دعوت بنیادی طور پر ایک ہی رہی ہے ، یعنی توحید، نماز اور صدقات وروزہ اور ذکر الہی وغیرہ کی طرف دعوت۔

2—تمام انبیاء کی ذمے داری ہے کہ وہ دعوت کا کام بلا کسی تاخیر اور سستی کے کریں، اور اس سے متعلق ان سےقیامت کے دن سوال ہوگا۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ (109)المائدة

3-- دعوت کے کام میں کوتاہی اللہ تعالی کے عذاب کا سبب ہے۔

4-- دعوت صرف توحید تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر قسم کا خیر اس میں شامل ہے۔

5—موقع ملتے ہی لوگوں کے فائدے کی باتیں انہیں پہنچا دینا چاہئے۔

6—کسی مقرر کی تقریر کے بعد صدر یا ذمے دار کے لئے یہ جائزہے کہ اگر کچھ ضروری باتیں رہ گئی ہوں ، یا حالات اس کے متقاضی ہوں تو ان سےلوگوں کو روشناش کرایا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسولﷺنے اس حدیث میں فرمایا۔

<u>3--اقامت حجت ہے۔</u>

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- « لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ أَنْزَلَ الْكِتَابَ وَأَرْسَلَ الرُّسُلَ ».

صحيح البخاري: 4634 ،صحيح مسلم:2760. الفاظ صحیح مسلم کے ہیں

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی سے بڑھ کر کوئی نہیں جسے اپنی مدح پسند ہو، اسی لئے اس نے خود اپنی مدح کی ہے ،اور کوئی نہیں جو اللہ تعالی سے بڑھ کر غیرت مند ہو، اسی لئے اس نے ہر قسم کی(ظاہر وپوشیدہ) بے حیائی کے کام کو حرام قرار دیا ہے، اور کوئی نہیں جسے اللہ تعالی سے بڑھ کر عذر(قبول کرنا) پسند ہو، اسی لئے اس نے کتاب نازل فرمائی اور رسولوں کو بھیجا ہے"۔

فوائد۔

1—اس دنیا میں رسولوں کی بعثت کااہم مقصد دعوت دینا ہے۔

2—دعوت کا اہم مقصد لوگوں پر حجت قائم کرنا ہے ، تاکہ قیامت کے دن کسی کو عذر باقی نہ رہے۔

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا (165)النساء "

یہ سب رسول لوگوں کو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے، تا کہ ان رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کے لئے اللہ پر کوئی حجت باقی نہ رہ جائے ، اللہ تعالی بڑا زبردست اور حکمت والا ہے"۔

3—اللہ تعالی دعوت کے کام کو پسند کرتا ہے ، کیونکہ جب اس نے عذر پسند کیا تو گویا دعوت کو بھی پسند کیا جو عذر کا سبب ہے ۔ اس سے دعوت کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

<u>4—اجر عظیم کے حصول کا ذریعہ ہے۔</u>

اس بارے میں کئی حدیثیں گزر چکی ہیں

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي أُبْدِعَ بِي فَاحْمِلْنِي، فَقَالَ: «مَا عِنْدِي»، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَنَا أَدُلُّهُ عَلَى مَنْ يَحْمِلُهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ»،

صحيح مسلم:1893، الأدب المفرد:242،سنن ابي داود:5129، سنن الترمذي:2671

"حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری سواری نہیں رہی لہذا مجھے کوئی سواری عنایت فرمائیں، آپﷺ نے فرمایا: میرے پاس بھی نہیں ہے (سنن ابو داود میں ہے : میرے پاس تو کوئی ایسا جانور نہیں ہے کہ تمہیں بطور سواری کے دے سکوں)،وہاں موجود ایک شخص نے کہا : اے اللہ کے رسول ! میں اس کو کوئی ایسا شخص بتلاؤں جو اسے سواری مہیا کردے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی نیکی کا پتہ بتایا اس کے لئے بھی نیکی کرنے والے جیسااجر ہے"۔

فوائد۔

1—دعوت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ بندے کو اجر عظیم کا تحفہ ملے۔

3—دعوت کا اجر ۔

2— کسی فائدے کی چیز کی طرف ایک مسلمان کی رہنمائی بھی دعوت میں داخل ہے۔

4—اسی طرح کسی برائی کی طرف رہنمائی سے برائی کرنے والے کے برابر اجر ملتا ہے۔

چوتھی مجلس

5 —**خیر عام ہو اور شر کی روک تھام ہو۔**

اس دنیا کی اصلاح خیر کے کاموں سے ہوتی ہے اور شر وفساد اس دنیا کی تباہی کا سبب ہے، اور جب فساد عام ہوجاتا ہے تو اللہ کا عذاب آتا ہے، پھر جب عذاب آتا ہے تو برے لوگوں کے ساتھ اچھے لوگ بھی ہلاک ہوتے ہیں۔

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا يَقُولُ: «لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ اليَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ» وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ: أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: «نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الخَبَثُ»

صحيح البخاري:3346، صحيح مسلم:2880

ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ ان کے پاس گھبراہٹ کی حالت میں داخل ہوئے(بعض روایات میں ہے کہ آپﷺ سو رہے تھے اور گھبرا کر بیدار ہوئے) اور آپ فرما رہے تھے "لا الہ الا اللہ " تباہی ہے عرب کے لئے اس شر سے جو قریب آپہنچا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار میں اس قدر جگہ کھل گئی ہے ،اور آپ نے اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے حلقہ بنایا، حضرت زینب کہتی ہیں کہ میں نے سوال کیا: اے اللہ کے رسول ! ہم میں نیک لوگ موجود ہیں تو کیا پھر بھی ہم ہلاک ہوں گے ؟ آپﷺنے فرمایا: ہاں ! جب شر اور گندگی زیادہ ہوجائے گی"۔

فوائد۔

1-- دعوت سے خیر عام ہوتا ہے اور شر کی روک تھام ہوتی ہے ۔

2—اس حدیث میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ یاجوج وماجوج کا خروج اس وقت ہوگا جب دعوت کا کام کمزور پڑ جائے گا ، جس کی وجہ سے شر عام ہوگا اور خیر کم ہوجائیگا ۔

3— جس قوم کے نیک لوگ دعوت کا کام چھوڑ دیں گے وہ قوم ہلاک ہوجائے گی۔ اسی لئے اللہ تعالی نے دعوت کا کام چھوڑ دینے پرپچھلی قوموں کی مذمت کی ہے۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ (116) وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَى بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ (117)هود

"ہر ان امتوں میں سے جو تم سے پہلے تھیں، کچھ بچی کھچی بھلائی والے لوگ کیوں نہ ہوئے، جو زمین میں فساد سے منع کرتے، سوائے تھوڑے سے لوگوں کے جنھیں ہم نے ان میں سے نجات دی اور وہ لوگ جنھوں نے ظلم کیا، وہ ان چیزوں کے پیچھے پڑگئے جن میں انھیں عیش و آرام دیا گیا تھا اور وہ مجرم تھے اور تیرا رب ایسا نہ تھا کہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے، اس حال میں کہ اس کے رہنے والے اصلاح کرنے والے ہوں"۔

لگے گی آگ تو آئیں گے گھر کئی زد میں
یہاں پہ صرف ہمارا مکان تھوڑی ہے

4—اس کے برخلاف جس قوم میں دعوت کا کرنے والوں کی تعداد زیادہ ہوگی وہ ہلاکت سے بچے رہیں گے۔
5—دعوت کی اہمیت وفضیلت یہ بھی ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے بچاو ہے۔

6—بنی آدم کو جہنم سے بچانا ہے۔

عن ابي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الفَرَاشُ وَهَذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِي تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيهَا، فَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيهَا، فَأَنَا آخُذُ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَهُمْ يَقْتَحِمُونَ فِيهَا»

صحيح البخاري:6483، صحيح مسلم:2284

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: میری اور لوگوں کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ جلائی اور جب آگ نے اپنے ارد گرد روشنی کردی تو پتنگے اور کیڑے مکوڑے اس میں گرنے لگے، اس شخص نے انہیں اس میں سے نکالنا اور اس میں گرنے سے روکنا شروع کیا، لیکن وہ پتنگے اس پر غالب آتے گئے اور آگ میں گرتے گئے ،(آپ ﷺ نے فرمایا:اسی طرح) میں تمہیں تمہاری کمروں سے پکڑ کر آگ سے دور کر رہا ہوں اور لوگ میرے قابو سے نکل کر آگ میں گر رہے ہیں"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ {وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ} [الشعراء: 214]، دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوا فَعَمَّ وَخَصَّ، فَقَالَ: «يَا بَنِي كَعْبِ بْنِ لُؤَيٍّ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي مُرَّةَ بنِ كَعْبٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي هَاشِمٍ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، أَنْقِذُوا أَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ، أَنْقِذِي نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَأَبُلُّهَا بِبَلَالِهَا».

صحيح البخاري:2753،صحيح مسلم:204 الفاظ صحیح مسلم کے ہیں

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت --"**{وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ}**اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ-- نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے قریش کو بلایا،جب وہ جمع ہوگئے تو آپ ﷺ نے عمومی حیثیت سے سب کو خطاب کیا اور اورخصوصی حیثیت سے بھی ، چنانچہ آپ نے فرمایا: اے کعب بن لؤی کی اولاد ! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے مرہ بن کعب کی اولاد ! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے عبد شمس کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے عبد مناف کی اولاد اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے ہاشم کی اولاد ! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے عبد المطلب کی اولاد! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے فاطمہ ! اپنے آپ کو آگ سے بچا، میں اللہ تعالی کی طرف سے (کسی مؤاخذہ کی صورت میں) تمہارے لئے کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا، ہاں! تم لوگوں کے ساتھ رشتہ ہے اسے میں اسی طرح جوڑتا رہوں گا جس طرح جوڑنا چاہئے"۔

فوائد۔

1-- دعوت کا اہم مقصد لوگوں کو جہنم سے بچاکر ان کی اصل میراث جنت تک پہنچانا ہے۔
یہ چیز قرآن مجید میں متعدد جگہ بیان ہوئی ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ (122) التوبة "ور ممکن نہیں کہ مومن سب کے سب نکل جائیں، سو ان کے ہر گروہ میں سے کچھ لوگ کیوں نہ نکلے، تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کریں اور تاکہ وہ اپنی قوم کو ڈرائیں، جب ان کی طرف واپس جائیں، تاکہ وہ بچ جائیں"۔

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (164) الأعراف "ور جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا تم ایسے لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنھیں اللہ ہلاک کرنے والا ہے، یا انھیں عذاب دینے والا ہے، بہت سخت عذاب؟ انھوں نے کہا تمھارے رب کے سامنے عذر کرنے کے لیے اور اس لیے کہ شاید وہ ڈر جائیں"۔

2— دعوت کے کام میں بشارت سے زیادہ آگاہ کرنے اور ڈرانے کی ضرورت ہے ، کیونکہ انسان طبعا برائی کی طرف زیادہ مائل ہوتا ہے۔

3-- لوگوں کی اصلاح کی فکر انبیاء کا شیوہ ہے۔

4--قریبی لوگ ہماری دعوت کے زیادہ حقدار ہیں۔

5—داعی کو اپنی دعوت پر حریص ہونا چاہیئے۔

6-- داعی کو اپنی دعوت میں ہرممکن کوشش صرف کرنی چاہیئے۔

<u>7— لوگوں کی اصلاح اور نجات کا سبب ہے۔</u>

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ مَا بَعَثَنِيَ اللهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمَهُ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ إِنِّي رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَدْلَجُوا فَانْطَلَقُوا عَلَى مُهْلَتِهِمْ، وَكَذَّبَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ فَأَصْبَحُوا مَكَانَهُمْ، فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَأَهْلَكَهُمْ وَاجْتَاحَهُمْ، فَذَلِكَ مَثَلُ مَنْ أَطَاعَنِي وَاتَّبَعَ مَا جِئْتُ بِهِ، وَمَثَلُ مَنْ عَصَانِي وَكَذَّبَ مَا جِئْتُ بِهِ مِنَ الْحَقِّ "

صحيح البخاري:6482،صحيح مسلم:2283 الفاظ صحیح مسلم کے ہیں

"حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺنے فرمایا: میری مثال اور جس(ہدایت اور علم)کےساتھ اللہ تعالی نے مجھے (تمہاری طرف) مبعوث فرمایا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو اپنی قوم کی طرف آیااور کہا: اے میری قوم کے لوگو! میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے ایک (دشمن کا) لشکر دیکھا ہے اور میں تم کو (اس لشکرسے) کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں،اس لئے نجات اختیار کرو(اور بچ نکلو) ، اس کی قوم میں سے کچھ لوگوں نے اس کی بات مان لی اور انہوں نے شام کے اندھیرے سے پہلے ہی کمر باندھ لی اور اسی مہلت ہی میں روانہ ہوگئے۔ اور(اس کی قوم کی) دوسری جماعت نے اس کی بات کو جھٹلایا اور صبح تک اپنی ہی جگہ ٹھہرے رہے ، پھر لشکر نے صبح ان پر حملہ کردیا اور انہیں ہلاک کردیااور انہیں اکھاڑ پھینکا، تو یہ مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے میری اطاعت کی اور جو تعلیم میں لے کر آیا ہوں اس پر عمل کیا اور ان لوگوں کی جنہوں نے میری نافرمانی کی اور جو حق میں لے کر آیا ہوں اسے جھٹلایا"۔

فوائد۔

1—امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کے لئے باب باندھتے ہیں **"باب الانتهاء من المعاصي"** باب " گناہوں سے رکنے کا بیان" ۔

جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ گناہوں سے رکنا اور روکنا لوگوں پر واجب ہے، ورنہ اللہ کا عذاب آپہنچے گا۔

2—دعوت کا مقصد لوگوں کی اصلاح اور اللہ کے عذاب سے بچانا ہے۔

3—داعی کی باتوں پر توجہ نہ دینا اپنے آپ کو مصیبتوں میں ڈالنا ہے۔

4—داعی کو دعوت پر حریص ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس حدیث میں کئی تاکیدات موجود ہیں جیسے " بعینی"، "انی انا "اور" النذیر العریان"

4— داعی کی بات پر فورا لبیک کہنا چاہئے اور ٹال مٹول کرنے سے بچنا چاہئے۔

5-- اسی لئے علماء کہتے ہیں "تسویف" یعنی ابھی تبھی سے کام لینا شیطان کا لشکر ہے۔

ثالثا-- دعوت کس چیز کی۔ عقیدہ۔ عبادت۔ اخلاقیات ۔ معاملات۔

نوٹ -- اسلام ایک فطری مذہب ہے ، جو انسانی فطرت اورتمام انسانی ضروریات سے متعلق گفتگو کرتا ہے، وہ جہاں ایک روحانی مذہب ہے وہی انسانی مذہب ہے ،یہی وجہ ہے کہ اسلام میں روحانیت سے متعلق بھی گفتگو ہے کہ بندےکا تعلق اس کے رب سے کیسا ہونا چاہئے اور یہ بھی اس میں شامل ہے کہ اس کا تعلق دوسرے انسان بلکہ دیگر مخلوقات کے ساتھ کیسا ہونا چاہئے ، البتہ اس کی پہلی توجہ تعلق مع اللہ ہونی چاہیے۔

انسان کا تعلق اپنے رب سے متعلق کے حوالے سے کے دو پہلو ہیں ، باطنی یعنی عقیدہ اور ظاہری یعنی عبادات، اسی طرح اس کا تعلق مخلوقات کے ساتھ کیسا ہو اس کے بھی دو پہلو ہیں ، اخلاقیات اور معاملات ۔ ہمارے نبی ﷺ نے ان تمام پہلؤں کی طرف لوگوں کو دعوت دی ہے ۔

عقیدہ کی طرف دعوت ۔

<u>سب سے پہلے عقیدہ توحید۔</u>

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ: «إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الكِتَابِ، فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً، تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، فَإِنْ هُمْ طَاعُوا لَكَ بِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ،

صحيح البخاري:1395، صحيح مسلم:19

وفي رواية"فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يوحدوا الله"

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل کو اہل یمن کی طرف(دعوت کے لئے) بھیجا تو ان سے فرمایا: تم ایک ایسی قوم کے پاس جارہے ہو جو اہل کتاب ہے، تو سب سے پہلے انہیں **لاَ إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ** "لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ" کی گواہی دینے کی دعوت دینا (ایک روایت میں کہ اللہ کی توحید کی طرف دعوت دینا) پھر جب اسے پہچان لیں تو انہیں بتلانا کہ اللہ تعالی نے ان کے اوپر رات اور دن میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، اور انہیں بتلانا کہ اللہ تعالی نے ان کے مال میں زکاۃ

فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے لی جائے گی اور انہیں کے فقیروں کو دی جائے گی، پھر جب اس کا اقرار کرلیں تو ان سے زکاۃ وصول کرنا اور ان کے اچھے مال لینے سے بچنا"۔

فوائد۔

1— دعوت میں توحید کو سب سے اول مقام حاصل ہے ، خود نبی کریم ﷺ نے بھی اپنی دعوت کی ابتدا توحید ہی سے کی تھی اور ہر وہ شخص جو اسلام قبول کرنے آتا اسے سب سے پہلے کلمہ توحیدہی کی دعوت دیتےتھے، آپ ﷺ کی یہی دعوت مکہ اور اس کے ارد گرد کے بازروں میں بھی تھی ۔

عَنْ طَارِقٍ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّفِي سُوقِ ذِي الْمَجَازِوَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، وَهُوَيَقُولُ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ، قُولُوا: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تُفْلِحُوا "

صحيح ابن خزيمة:159، صحيح ابن حبان:6562

"طارق المحاربی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذی المجاز بازار میں دیکھا کہ آپ ایک سرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے ہیں اور ندا دے رہے ہیں : اے لوگو! لا الہ کا اقرار کرلو کامیاب ہو جاؤگے"۔

2— دعوت دین کے لئے سفر کرنا اور دعاۃ کو بھیجنا اسوہ نبوی ہے۔

3—توحید کی دعوت اور اللہ کی عبادت کی دعوت، دعوت رسالت کا مستلزم ہے۔

4-- توحید کے بعد سب سے زیادہ اہم نماز کی دعوت ہے۔

5—دعوت سے قبل مدعو کے بارے میں معرفت بہت ضروری ہے۔

<u>**تصحیح ایمان کی دعوت۔**</u>

عَنْ أَبِي وَ اقِدٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَرَجَ إِلَى حُنَيْنٍ مَرَّبِشَجَرَةٍ لِلْمُشْرِكِينَ يُقَالُ لَهَا: ذَاتُ أَنْوَاطٍ يُعَلِّقُونَ عَلَيْهَا أَسْلِحَتَهُمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، اجْعَلْ لَنَا ذَاتَ أَنْوَاطٍ كَمَا لَهُمْ ذَاتُ أَنْوَاطٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " سُبْحَانَ اللَّهِ هَذَا كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى {اجْعَلْ لَنَا إِلَهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ} [الأعراف: 138] وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَرْكَبُنَّ سُنَّةَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ "۔

سنن الترمذ:2180، مسند احمد:36،225/21897، صحیح ابن حبان:6702

"حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف روانہ ہوئے تو آپ کا گزر مشرکین کے ایک بیری کے درخت کے پاس سے ہوا جسے "ذات انواط " کہا جاتا تھا، اس درخت پر مشرکین (تبرک کے لئ اپنے ہتھیاروں کو لٹکایا کرتے تھے، مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جیسے مشرکین کا ذات انواط ہے ویسے ہی ہمارے لئے ایک ذات انواط مقرر فرما دیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ ! یہ تو وہی نادانی کی بات ہے جو موسی (علیہ السلام) کی قوم نے ان سے مطالبہ کیا تھا کہ " اے موسی! جیسے مشرکین کا الہ ہے ویسے ہی ہمارے لئے بھی معبود مقرر کردیجئے"۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں یری جان ہے تم لوگ بھی اپنے سے پہلی امتوں کے نقش قدم پر چلوگے"۔

فوائد۔

1—جہاں داعی کے لئے ضروری ہے کہ ایمان وعقیدہ کی طرف دعوت دے وہیں عقیدے میں جو خرابی ہو اس کی بھی اصلاح ضروری ہے۔

2-- درختوں اور پتھروں وغیرہ سے تبرک کا عقیدہ رکھنا شرک ہے ۔

3—داعی کو چاہئے کہ اپنے شاگردوں کوشرک سے سختی سے روکے، خواہ شرک اصغر ہی کیوں نہ ہو۔

پانچویں مجلس 11/6/ 1442ھج

ترسیخ ایمان کی دعوت۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَرَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكِبِي، فَقَالَ: «كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْعَابِرُسَبِيلٍ» وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَقُولُ: «إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ المَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ»

صحیح البخاری:6416، سنن الترمذی:4114،2333

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺنے میرے کندھوں کو پکڑ کر فرمایا: دنیا میں ایسے رہو گویا تم ایک مسافر ہو ، یا راہ گزر۔ (اس نصیحت کا) ابن عمر (پر ایسا اثر تھا کہ وہ) فرمایا کرتے تھے کہ شام ہو تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح ہوتو شام کے منتظر نہ رہو، نیز اپنی صحت کی حالت میں وہ عمل کر لو جو تمہاری بیماری میں کام آئے، اور اپنی زندگی میں وہ عمل خیر کرلو جو تمہاری موت کے بعد کام آئے"۔

فوائد۔

1 -- مدعو کے دل ودماغ میں کسی چیز کو راسخ کرنے کے لئے داعی کو چاہئے کہ اس کے ساتھ اپنائیت کا اظہار کرے۔

2-- دنیا کی مثال ایک مسافر خانہ بلکہ ایک راہ چلتے مسافر کی ہے ۔

3—داعی کو اپنے مدعو کو سمجھانے پر حریص ہونا چاہئے۔

4-- داعی کو چاہئے کہ اس دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہو بلکہ آخرت کی طرف توجہ کرے۔

عبادت کی طرف دعوت۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَيُقِيمُوا الصَّلاَةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الإِسْلاَمِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ» صحيح البخاري:25، صحيح مسلم:36

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سےروایت ہے کہ رسول اللہ ﷺنے فرمایا: مجھے حکم ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں حتی کہ لوگ " لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ،مُحَمَّد رَسُولُ اللَّهِ " کی گواہی دے دیں ، نماز قائم کریں ، زکاۃ ادا کریں، اگر ایسا کرلیا تو مجھ سےاپنی جان ومال کو محفوظ کرلیا ،سوائے اسلامی حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالی پر ہے"۔

عبادات میں سب سے اہم نماز ہے۔

أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ إِذَا أَسْلَمَ، عَلَّمَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَدْعُوَ بِهَؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ: «اللهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي».

صحيح مسلم:2697،

" ابو مالک اشجعی رحمہ اللہ اپنے والد حضرت طارق بن اشیم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی مسلمان ہوتا تو نبی کریمﷺ اسے نماز سکھاتے، پھر اسے حکم دیتے کہ یہ دعا پڑھے"**«اللهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَعَافِنِي وَارْزُقْنِي»**.اے اللہ ہمیں بخش دے ، ہمارے اوپر رحم فرما، ہمیں ہدایت دے ، ہمیں عافیت بخش اور ہمیں روزی دے"۔

مسند بزار میں ہے کہ جب آدمی اسلام لاتا تو اللہ کے رسولﷺ اسے سب سے پہلے نماز سکھاتے۔ مسند البزار:2765(الصحیحة: 303)

فوائد۔

1—توحید وعقیدہ کے ساتھ نماز وزکاۃ وغیرہ جیسی عبادات کی دعوت بھی رسولوں کی دعوت کا حصہ ہے۔

2— توحید کے بعد سب سے اہم چیز جس کی دعوت دینی چاہیئے وہ نماز ہے۔

3—داعی کے لئے نماز کا اہتمام خصوصا نفلی نمازوں کا اہتمام بہت ہی اہم ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : **" كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَعْجَبَهُ نَحْوُ الرَّجُلِ أَمْرَهُ بِالصَّلَاةِ "۔ شعب الإيمان4/ 517، الصحيحة للألباني:2953**

"نبی کریمﷺ کو جب کسی شخص کی توجہ اچھی محسوس ہوتی تو اسے آپ ﷺ نماز کا حکم دیتے"۔

4—نبی کریمﷺ جب داعیوں کو کہیں بھیجتے تو انہیں بھی یہی تاکید فرماتے کہ عقیدہ توحید کے بعد عبادات کی دعوت دیں، جیسا کہ بہت سی حدیثوں سے یہ واضح ہوتا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری :46، صحیح مسلم:11 بروایت طلحة بن عبید اللہ ،صحیح مسلم: 12 بروایت ا نس بن مالک، صحیح بخاری:1395، صحیح مسلم:19 بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہم ۔

<u>حسن اخلاق کی طرف دعوت۔</u>

عن أبي هريرة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى الله عليه وسلم قال: (إِنَّمَا بُعِثْتُ لأتَمِّمَ صَالِحِي الأخلاق)۔

الأدب المفرد:273، مسند أحمد: 8952، مستدرك الحاكم 613/2

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺنے ارشاد فرمایا: میری بعثت اسی لئے ہوئی ہے کہ میں اچھے اخلاق کی تکمیل کردوں"۔

عن وهب بن كيسان أنه سمع عمربن أبي سلمة يقول: كنت غلاماً في حجررسول الله صلى الله عليه وسلم، وكانت يدي تطيش في الصحفة، فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: (يا غلام، سم الله، وكل بيمينك، وكل مما يليك). فما زالت تلك طعمتي بعد.

صحيح البخاري:5061، صحيح مسلم:2022

"حضرت وہب بن کیسان ؒ کہتے ہیں کہ انہوں نے عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں ایک لڑکا تھا جو رسول اللہ ﷺ کی زیر پرورش تھا ، (اسی دوران) ایک بار میرا ہاتھ کھانے کی صحن میں ادھر ادھر گھوم رہا تھا جسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اے بچے! اللہ کا نام لیکر(بسم اللہ پڑھ کر) کھاؤ، اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ"، حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد سے کھانا کھانے کا میرا یہی طریقہ رہا ہے"۔

فوائد۔

1—داعی کے لئے حسن خلق کی اہمیت۔

2—حسن خلق کی طرف دعوت رسول اللہ ﷺ کی دعوت کا ایک حصہ ہے۔

3—کھانے پینے کے آداب کی تعلیم دعوت کا ایک حصہ ہے ۔

4—بچوں کی غلطی پر جھڑک دینا یا انہیں مجلس سے باہر کر دینے کے بجائے اچھے اسلوب میں ان کی اصلاح کرنی چاہئے۔

<u>اچھے تعامل کی طرف دعوت۔</u>

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّبِرَجُلٍ يَبِيعُ طَعَامًا فَسَأَلَهُ كَيْفَ تَبِيعُ؟ فَأَخْبَرَهُ فَأُوحِيَ إِلَيْهِ أَنْ أَدْخِلْ يَدَكَ فِيهِ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُولٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَيْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ».

صحيح مسلم:102،سنن ابي داود:3452، سنن الترمذي:1315 الفاظ سنن ابو داود کے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو غلہ فروخت کر رہا تھا، آپ نے اس سے سوال کیا کہ کیسے بیچ رہے ہو؟ اس نے بتایا، پھر آپ پر وحی کی گئی کہ اپنا ہاتھ اس غلے کے اندر ڈالئے، چنانچہ جب آپﷺ نے اس میں ہاتھ ڈالا تو اسے گیلا پایا، اس پر آپ نے فرمایا: جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: «بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَ إِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ»

صحيح البخاري:57،صحيح مسلم: 56

" حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی ہے نماز کے قائم کرنے پر، زکاۃ ادا کرنے پر اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر"۔

فوائد۔

1-- اچھے تعامل کی دین میں بڑی اہمیت ، بلکہ اچھا تعامل دین کا ایک حصہ ہے۔

2—داعی کی ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو حسن تعامل کی دعوت دے۔

3—جریر بن عبد اللہ کی حدیث کو امام بخاری وامام مسلم نے کتاب الایمان میں رکھا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اچھے تعامل کا اہتمام ہمارے ایمان کا ایک حصہ ہے۔

4—داعی کو چاہئے کہ بغرض اصلاح لوگوں کی غلطیوں پر نظر رکھے۔

5—ایک مومن کے ساتھ خیر خواہی اس کا شرعی حق ہے۔

رابعا- دعوت کیسے دی جائے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ دعوت کا کام کرنے والے کو کن امور کی ضرورت پڑتی ہے اور داعی کے اندر کیا صفات ہونی چاہئے۔

داعی کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر بنیادی طور پر تین صفات پائی جانی چاہئے:

1—علم۔

2—اخلاص۔

3—حسن خلق۔

علم۔ سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ داعی کو دعوت اور اس سے متعلقہ چیزوں کا علم ہو، اور وہ چار ہیں ۔

1- دعوت کا علم۔ 2- مدعو کا علم۔ 3- جس چیز کی دعوت ہے اس کا علم۔ 4- کس طرح دعوت دی جائے اس کا علم۔

<u>1-- دعوت کا علم</u> ، یعنی دعوت کی فضیلت، اہمیت اور ضرورت کی علم۔

<u>2-- مدعو کا علم۔</u>

عَنْ أَبِي جَمْرَةَ، قَالَ: كُنْتُ أُتَرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ: إِنَّ وَفْدَ عَبْدِ القَيْسِ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «مَنِ الوَفْدُ أَوْمَنِ القَوْمُ» قَالُوا: رَبِيعَةُ فَقَالَ: «مَرْحَبًا بِالقَوْمِ أَوْبِالوَفْدِ، غَيْرَخَزَايَا وَلاَ نَدَامَى» قَالُوا: إِنَّا نَأْتِيكَ مِنْ شُقَّةٍ بَعِيدَةٍ، وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هَذَا الحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ، وَلاَ نَسْتَطِيعُ أَنْ نَأْتِيَكَ إِلَّا فِي شَهْرٍ حَرَامٍ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ نُخْبِرْبِهِ مَنْ وَرَاءَنَا، نَدْخُلُ بِهِ الجَنَّةَ. فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ: أَمَرَهُمْ بِالإِيمَانِ بِاللَّهِ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهُ، قَالَ: «هَلْ تَدْرُونَ مَا الإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟» قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «شَهَادَةُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَتُعْطُوا الخُمُسَ مِنَ المَغْنَمِ» وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالحَنْتَمِ وَالمُزَفَّتِ " قَالَ شُعْبَةُ: رُبَّمَا قَالَ: «النَّقِيرِ» وَرُبَّمَا قَالَ: «المُقَيَّرِ» قَالَ: «احْفَظُوهُ وَأَخْبِرُوهُ مَنْ وَرَاءَكُمْ»

صحيح البخاري:53، 87 ، صحيح مسلم:17

"حضرت ابو جمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمانی کا فریضہ انجام دیتا تھا، تو ایک موقعے پر حضرت ابن عباس نے فرمایا:قبیلہ عبد القیس کا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے پوچھا: کون سا وفد ہے؟ یا کون لوگ ہیں؟ ان لوگوں نے جواب دیا: ربیعہ قبیلے سے آئے ہیں، آپ نے فرمایا: خوش آمدید ، ان لوگوں نے عرض کیا: ہم آپ کے پاس ایک دور دراز علاقے سے حاضر ہوئے ہیں ، ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا یہ قبیلہ آباد ہے، اس لئے ہم آپ کے پاس حرمت والے مہینے میں ہی حاضر ہوسکتے ہیں، لہذا ہمیں آپ کوئی ایسی جامع بات بتلائے کہ ہم اپنے پیچھے والوں کو(بھی) بتلائیں اور اس پر عمل کرکے ہم جنت میں داخل ہوں ، چنانچہ رسول اللہ ﷺنے انہیں چار باتوں کا حکم دیا اور چار باتوں سے منع فرمایا۔ آپﷺنے انہیں اللہ وحدہ لاشریک لہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا کیا معنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا : اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ جاتے ہیں، آپﷺنے فرمایا: اللہ اکیلے پر ایمان لانے کا معنی ہے " **لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**،اور **مُحَمَّد رَسُولُ اللَّهِ**" کہ گواہی دینا۔ اور رسول اللہﷺنے انہیں نماز کے قائم کرنے کا حکم دیا، زکاۃ دینے کا حکم دیا ، اور رمضان کا روزہ رکھنے کا حکم دیا ، نیز مزید یہ بھی حکم دیا کہ مال غنیمت سے بھی "خمس" یعنی پانچواں حصہ ادا کریں، اور انہیں دباء، حنتم،مزفت اور نقیر (برتنوں) کے استعمال سے منع فرمایا، اس کے بعد آپ نے فرمایا: اسے خوب یاد کرلو اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو مطلع کرو"۔

فوائد۔

1-- اس حدیث کی شرح میں ابن ابی جمرہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ آنے والے کے بارے میں اس سے متعلق سوال کرنا مستحب ہے تاکہ اسے اس کے لائق مقام دیا جاسکے، الفتح 131/1

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِذَا أَتَاكُمْ كَرِيمُ قَوْمٍ فَأَكْرِمُوهُ».

سنن ابن ماجة:3712،مسند البزار:5846 (الصحيحة:1205)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺنے فرمایا: جب تمہارےپاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اسے عزت دو"

2—مدعو کے مقام مرتبہ کا لحاظ رکھنا چاہئے اور اسے خطاب کرنے میں اس کے مقام کا لحاظ رکھا جانا چاہئے، اللہ کے رسولﷺنے کافر حاکم ہرقل کو خط لکھا تو اسے "عظیم الروم" سے مخاطب کیا۔

اس کے برخلاف حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آپ کے سامنے ایک بچے تھے اسی لئے آپ نے انہیں " یاغلام" سے مخاطب کیا۔

«يَا غُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ،الحديث۔ سنن الترمذی:2516

3—ہر شخص کو اس کی ضرورت اور اس کے مستوی کے مطابق دعوت دینی چاہئے۔

4—مدعو میں اگر کوئی خوبی ہے تو دعوت سے پہلے اس کی اس خوبی کا ذکر کیا جائے ، جیسا کہ آپﷺنے وفد عبد القیس کو مرحبا کے ساتھ ساتھ ان کے اندر جو خوبی تھی اس کا بھی ذکر کیا کہ " **غَيْرَ خَزَايَا وَلاَ نَدَامَى**"یعنی تمہاری خوبی ہے کہ تم اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے تمہیں قید کی رسوائی سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔

چھٹی مجلس 1442/6/19ھ

3—مدعو الیہ کا علم۔ یعنی جس چیز کی دعوت دینی ہے اس کا علم۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: أَصَابَ رَجُلًا جُرْحٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ احْتَلَمَ فَأُمِرَ بِالِاغْتِسَالِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللَّهُ أَلَمْ يَكُنْ شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالَ».

سنن ابي داود:337،سنن ابن ماجة:572، مسند أحمد:3057

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺکےعہد میں ایک شخص کا سر شدید طور پر زخمی ہوگیا ، اسی حالت میں اسے احتلام بھی ہوا ، پھر لوگوں نے اسے غسل کرنے کا حکم دے دیا تو جب اس نے غسل کیا تو اس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوگئی، جب یہ خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: اسے لوگوں نے قتل کردیا ،اللہ تعالی ان لوگوں کو غارت کرے ۔ (اگر مسلہ معلوم نہ تھا تو پوچھ لینا چاہئے) ، کیا جاہل کا علاج سوال کرلینا نہیں ہے"۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَفْتَى بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ إِثْمُهُ عَلَى مَنْ أَفْتَاهُ وَمَنْ أَشَارَعَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍيَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خانه» .

سنن أَبِي دَاوُد:3657،سنن ابن ماجة:53

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس کسی شخص نے بغیر علم کے فتوی دیا تو اس (پر عمل کرنے والے) کا گناہ فتوی دینے والے پر ہوگا ، اور جس نے اپنے بھائی کو کوئی ایسا مشورہ دیا جبکہ اسے علم تھا کہ خیر اس کے خلاف ہے تو اس نے اس کے ساتھ خیانت کی "۔

فوائد۔

1-- دعوت کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے۔

2—بغیر علم کے دعوت کا کام ہلاکت اور اللہ کے عذاب کا سبب ہے۔

3—بغیر علم کے دعوت دینے والے پر اللہ کے رسولﷺ کی بد دعائیں ہیں۔

4-- جہالت میں اگر کوئی شخص گناہ میں پڑ جاتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

5—حق جانتے ہوئے تقلید یا تعصب کی بنیاد پر کسی کو غلط فتوی دینا اس کے ساتھ خیانت اوربہت بڑا گناہ ہے۔

دعوت کا کام کیسے کریں، اس کا علم۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَ مُعَاذًا وَ أَبَا مُوسَى إِلَى اليَمَنِ قَالَ: «يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا وَلاَ تَخْتَلِفَا».

صحيح البخاري:3038، صحيح مسلم:1733

"حضرت سعید بن ابی بردہ اپنے والد ابو بردہ سے اور وہ اپنے والد حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرات معاذ اور ابو موسی رضی اللہ عنہماکو یمن کی طرف بطور داعی کے بھیجا اور انہیں وصیت کرتے ہوئے فرمایا: آسانی کرنا ، سختی سے کام نہ لینا،خوشخبری دینا اور متنفر نہ کرنا،اورایک دوسرے کی موافقت کرنا باہم اختلاف نہ کرنا"۔

فوائد۔

1-- یہ حدیث گویا آیت قرآنی " **{ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ} [النحل: 125]**(اے نبی ! آپ لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دیجئے اور ان سے ایسے طریقے سے مباحثہ کی جئے جو بہترین ہو) کی تفسیر ہے۔

حکمت یہ ہے کہ بات موقعہ ومحل دیکھ کر کی جائے، نرمی اور سختی کو اس کے موقعہ ومحل پر استعمال کی جائے -

اس کی طرف لفظ حدیث" **يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا**"سے اشارہ ہے ، کیونکہ حضرات معاذ اور ابو موسی رضی اللہ عنہما یمن کی طرف ابھی پہلی بار جارہے تھے اور تبلیغ کی ابتدا میں تیسیر سے کام لینا حکمت کا تقاضا ہے۔

موعظہ حسنہ سے مراد یہ ہے کہ بشارت اورترغیب کا اسلوب اختیار کیا جائے ،اور نذارت میں نرمی کا لہجہ اپنایا جائے خاص کر ابتدائے دعوت میں جو بات کہی جائے ایسے میٹھے اور دلنشیں انداز میں ہو کہ مخاطب کے دل میں بیٹھ جائے،۔

حدیث کے الفاظ "**بَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا**" سے اسی طرف اشارہ ہے۔

اور **بہترین طریقے سے مباحثہ** کا معنی ہے کہ سامنے والے کے ساتھ افہام وتفہیم کا اسلوب استعمال کیا جائے نہ کہ بحث وکٹ حجتی کا ، اسے سمجھانے کی کوشش کی جائے نہ اسے مات کرنے کی ۔

حدیث کے الفاظ " **وَتَطَاوَعَا وَلاَ تَخْتَلِفَا**"سے اس طرف اشارہ ملتا ہے۔

2—داعی کے لئے ضروری ہے کہ اسالیب دعوت کو سیکھے اور اپنی دعوت میں انہیں اپنے سامنے رکھے۔

3—دعوت کے اسلوب میں نرمی اور بشارت کی بڑی اہمیت ہے ، خاص ان لوگوں کے سامنے جنہیں پہلی بار دعوت دی جارہی ہو ، اللہ تعالی نے حضرت موسی وہارون علیہما السلام سے فرمایا: **اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَى (43) فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى (44)طه**

4—داعی کی دعوت کے نجاح کے لئے باہمی اتفاق اور تعاون بہت ضروری ہے، بلکہ اختلاف کرنا اور باہم تعاون نہ کرنا دعوت کی ناکامی کا بہت بڑا سبب ہے۔

5—دعوت کے اسالیب میں ایک اسلوب تدریج ہے ، چنانچہ اس حدیث میں سختی اور ڈرانے کے اسلوب سے روکا گیا ہے ،کیونکہ جس معاملے کے ابتداء میں آسانی کا اسلوب استعمال کیا جائے تو اسے قبول کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اس میں داخلہ سہل ہوتا ہے اور اس کی طرف رغبت زیادہ ہوتی ہے۔ فتح الباری 163/1

6—دعاۃ کی تربیت اور امور دعوت پر ان کی تیاری اہل علم کی ذمے داری ہے۔

نوٹ۔ علم اس بات کا بھی مقتضی ہے کہ عالم اپنے علم کے مطابق عمل کرے۔ کیونکہ علم کے حصول کا مقصد اللہ کی رضا کا حصول ہے اور شرعی نقطہ نظر سے وہ علم علم نہیں جس کے مطابق عمل نہ کیا جائے ،اس لیے داعی کی ایک اہم صفت بیان ہوئے۔ وعمل صالحا

نیز دعوت کے لیے جہاں تیاری کا حکم ہے وہاں عمل پر پابندی کا خصوصی ذکر ہے.

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿١﴾ قُمْ فَأَنذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ﴿٤﴾ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ﴿٥﴾ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ﴿٦﴾ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ﴿٧﴾

يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿١﴾ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢﴾ نِّصْفَهُ أَوِ انقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ﴿٣﴾

عن أسامة بن زيد قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : " يُؤتى بالرجل يوم القيامة فيلقى في النار فتندلق أقتاب بطنه فيدور بها كما يدور الحمار بالرحى فيجتمع إليه أهل النار فيقولون يا فلان ما لك ألم تكن تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر فيقول بلى قد كنت آمر بالمعروف ولا آتيه و أنهى عن المنكر و آتيه.

صحيح البخاری:3267،صحيح مسلم:2989

"حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اسے آگ میں جھونک دیا جائے گا جس سے اس کی انتڑیاں فورا باہر آجائیں گی جنھیں (وہ گھسیٹا ہوا ایسے کھومتا پھرے گا جس طرح گدہا چکی کے ارد گرد گھومتا ہے، چنانچہ یہ دیکھ کر جہنمی اس کے گرد جمع ہوجائیں گے اور اس سے کہیں گے : اے فلاں! تمہارے ساتھ یہ کیا ہوا ؟ کیا تم ہمیں اچھی باتوں کا حکم نہیں دیتے تھے اور بری باتوں سے روکتے نہیں تھے؟ وہ کہے گا کہ یہ سچ ہے لیکن میں تمہیں اچھی بات کا حکم تو دیتا تھا اور خود اس پر عمل نہ کرتا تھا ، اور تمہیں برے کاموں سے روکتا تھا اور خود اس کا ارتکاب کرتا تھا"۔

فوائد۔

1-- داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مدعووین کے لئے اسوہ بھی ہو، بلکہ دعوت کے اسلوب میں سے ایک اہم اسلوب قدوہ بھی ہے۔

2—اپنے علم کے مطابق عمل نہ کرنا ہلاکت کا سبب ہے،لہذا داعی کو چاہئے کہ اس کے قول وعمل میں تضاد نہ ہو۔

3—جس چیز کی دعوت دی جائے اگر داعی اس کے مطابق خودعمل کرتا ہے تو وہ دعوت قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے ، اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی یہ خوبی ہوئی ہے، حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا: **وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ (88) هود**

4—دعاۃ کو اس بات پر تنبیہ کہ وہ اپنی ذاتی تربیت (کردار سازی) پر خصوصی توجہ دیں۔

__اخلاص۔__ داعی کی بنیادی صفتوں میں سے ایک بڑی اہم صفت اخلاص ہے۔

عن عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ، وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ».

صحيح البخاري:1، صحيح مسلم:1907

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے: اعمال کا دار ومدار نیت پر ہے ، اور ہر شخص کو وہی کچھ ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی، چنانچہ جس کی نیت دنیا حاصل کرنے لے لئے ہوگی یا کسی عورت سے شادی کے لئے ہوگی تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس کی اس نے نیت کی ہے"۔

فوائد۔

1-- دعوت بلکہ ہر عبادت کے کام میں اخلاص وللہیت بنیادی چیز ہے۔

2—نیت کی اہمیت کہ کوئی بھی عمل بلا نیت قبول نہیں کیا جائے گا۔

3—داعی کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ اپنے ہر دعوتی کام میں اخلاص کو مد نظر رکھے، اس سے دعوت میں اسے جذبہ اور حرص پیدا ہوگی۔

4—داعی کو چاہئے کہ اپنے مخاطبین کو اخلاص کی دعوت دے اور انہیں نیت کی اصلاح پر ابھارے۔

5-- اخلاص کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ داعی اللہ پر متوکل ہوتا ہے اور جب اللہ پر متوکل ہوتا ہے توہ صاحب عزیمت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: فاذا عزمت فتوکل علی اللہ۔

عن بو هُرَيْرَةَ رَضِيَ الله عنهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم : (الْمُؤْمِنُ الْقَوِىُّ خَيْرٌوَأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ وَفِى كُلٍّ خَيْرٌ احْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَلاَ تَعْجِزْوَإِنْ أَصَابَكَ شَيءٌ فَلاَ تَقُلْ لَوْ أَنِّى فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا. وَلَكِنْ قُلْ قَدَرُاللَّهِ وَمَا شَاءَ فَعَلَ فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ.

(صحيح مسلم:2664، سنن ابن ماجه:79، مسند احمد، 8777)

اس کا ایک معنی یہ ہے کہ خواہ کتنی ہی رکاوٹیں آئیں، کیسے ہی حالات ہوں داعی اپنے مشن پر پختہ عزم ہی پر رہتا ہے۔

حسن خلق۔

داعی کی تیسری بنیادی صفت اس کا حسن خلق سے متصف ہونا ہے۔

حسن خلق کو ہم اپنی زبان پر اچھی خصلت اور خوش گوئی کا نام دیتے ہیں۔

بعض علماء حسن خلق کی تعریف کی ہے: کف الاذی وبذل الندی وطلاقة الوجه۔

داعی کے حسن خلق سے متصف ہونے سے میری مراد یہ ہے کہ داعی کو نرم خو، متحمل مزاج اور عالی ظرف ہونا چاہیے،اسے اپنے ساتھیوں کے لیے شفیق، عامة الناس کے لیے اور اپنے مخالفوں کے ساتھ حلیم ہونا چاہیے، اسے برائی کا جواب برائی سے نہیں دینا چاہیے، اپنی ذات کے لیے کسی سے بدلہ نہیں لینا چاہیے، بلکہ صبرودرگزر سے کام لینا چاہیے، اسے **"ولمن صبروغفرفان ذلک من عزم الأمور"**(اور جو صبر کرے اور معاف کردے تو یہ بڑی ہمت کا کام ہے) کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍورَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: " لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَكَانَ يَقُولُ: «إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا»

صحيح البخاري:3559،صحيح مسلم:2321

"حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ فحش گو اور بد زبان نہ تھے ، اور آپ خود ہی فرمایا کرتے: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو"۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيُّ قُلْتُ لِعَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَ خُلُقُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: " كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا، وَلَا مُتَفَحِّشًا، وَلَا سَخَّابًا بِالْأَسْوَاقِ، وَلَا يُجْزِئُ بِالسَّيِّئَةِ مِثْلَهَا، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ ".

مسند أحمد:25990، سنن الترمذي:2016

"حضرت ابو عبد اللہ الجدلی(نام عبد الرحمان یا عبد ہے) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ اپنے اہل کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا اخلاق کیسے رہتا تھا؟ جواب دیا: آپ ﷺ لوگوں میں سب سے اچھے اخلاق والے تھے، نہ بد گو تھے اور نہ ہی بے ہودہ باتیں کرتے تھے، نہ بازاروں میں شور وشرابا کرنے والے تھے ، برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے ، بلکہ معاف کردیتے اور تجاوز فرما جاتے"۔

فوائد۔

1— مسلمان خصوصا ایک داعی کے لئے حسن خلق کی اہمیت، اسی لئے اللہ تعالی نے اپنے نبیوں کو اچھے اخلاق کا پیکر بنایا ہے، جیسا کہ ان کی سیرت سے واضح ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جو سیدالدعاۃ ہیں احسن اخلاق پر پیدا فرمایا ہے۔ **وَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿القلم:٤﴾** یقینا آپ اخلاق کے بڑے بلند مرتبہ پر ہیں۔

2-- سب سے اچھا داعی اور کامیاب مبلغ وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو۔

3—گالی بکنا، بازاری زبان استعمال کرنا، اسی طرح بازاروں میں شور وشرابا کرنا حسن اخلاق کے منافی ہے۔

4— داعی اس سے بہت اوپر کی چیز ہے کہ ہے کسی شخص سے اپنا بدلہ لیتا پھرے۔

5—معاف کرنا لوگوں کی غلطیوں سے تجاوز کرنا ، دعوت کی راہ میں لوگوں کی اذیت کو برداشت کرنا داعی الی اللہ کی صفات ہیں۔

نوٹ۔

دعوت کے میدان میں داعی کو جن اچھے اخلاق کی زیادہ ضرورت ہے وہ درج ذیل ہیں۔

ا- نرمی

ب- صبر

ج- حلم وبردباری

د- جود وسخا

ھ- خود داری اور عزت نفس

ا--نرمی (لطف ولین)۔

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، قَالَ: «بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا».

صحيح مسلم:1732،سنن ابي داود:4835، مسند أحمد:19572

"حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو جب کسی کام کے لئے بھیجا کرتے تو انہیں وصیت کرتے: خوشخبری دینے والا بننا، نفر ت دلانے والا نہ بننا اور آسانی کرنے والا بننا ، تنگی ومشقت نہ ڈالنا"۔

قریب قریب انہیں الفاظ میں ایک اورحدیث حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ صحیح البخاری: 69، صحیح مسلم:1734

فوائد۔

1—دعوت کے کام میں لطف ولین یعنی نرمی سے کام لینا بہت اہم ہے۔

2—داعی کو چاہئے کہ وہ اپنے قول میں سختی نہیں بلکہ نرمی اختیار کرے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے اور ہر ایسے کام کو ترجیح دے جس میں نرمی کا پہلو غالب ہو۔

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ: «مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا، مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللَّهِ فَيَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا»

صحيح البخاري:3560، صحيح مسلم:2327

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں سے کسی ایک کا (اللہ تعالی کی طرف سے) اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ آسان کو اختیار فرمایا ہے، بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا، اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ سب سے بڑھ کر اس سے دور رہنے والے ہوتے تھے، اور رسول اللہﷺ نے کبھی اپنی ذات کے لئے انتقام نہیں لیا ، سوائے اس کے کہ اللہ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی ہو تو اس میں اللہ کے لئے انتقام لیتے "۔

3-- داعی کے لیے یہ اس قدر اہم ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے نبیوں کو اس کا حکم دیا ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کو حکم ہوا۔ ﴿**اذْهَبَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ** ﴿٤٣﴾ **فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ** ﴿طه:٤٤﴾

اللہ کے رسولﷺ سے متعلق ارشاد ربانی ہے: **فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ ۖ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ** ﴿آل عمران:١٥٩﴾

عام مسلمانوں کو حکم الہی ہے: **وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا** ﴿البقره:٨٣﴾

4—نرمی سے مدعو داعی کے قریب ہوتا ہے اور دعوت کو بخوشی قبول کرتا ہے۔ اس اسلوب نبوی کو دیکھئے۔

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ.

صحيح بخارى:220،سنن النسائي:56،مسند أحمد:7799

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کردیا ،لوگ اسے روکنے دوڑے (اور ڈانٹنے لگے) تو نبی کریمﷺ نے ان سے فرمایا: اس کو چھوڑ دو(کہ وہ اپنی ضرورت پوری کرلے) اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی ڈال دو، یاد رکھو ! تم لوگ نرمی وآسانی کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو سختی اور تنگی کے لئے نہیں"۔

ب—صبر۔

داعی کے لیے صبر نہایت ہی ضروری چیز ہے، بغیر صبر کے آج تک کوئی دعوت کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوئی ہے۔

جب دعوت کے میدان میں یا داعی کی صفت کے طور پر "صبر" استعمال ہوتا ہے تو اس کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔

** دعوت پر صبر: یعنی دعوت کا کام کرتا رہے، اکتاکر اسے چھوڑ نہ دے۔

عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُ نَفْسَهُ عَلَى النَّاسِ فِي الْمَوْقِفِ، فَقَالَ: «أَلَا رَجُلٌ يَحْمِلُنِي إِلَى قَوْمِهِ، فَإِنَّ قُرَيْشًا قَدْ مَنَعُونِي أَنْ أُبَلِّغَ كَلَامَ رَبِّي».

سنن ابي داود:4734، سنن الترمذي:2925، سنن ابن ماجة:201

" حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حج کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ (مکہ کے باہر سے آئے حاجی)لوگوں پر اپنے آپ کو پیش کرتے اور کہتے تھے : سنو! کیا کوئی آدمی ہے جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے جائے (تاکہ میں اپنے رب کی باتیں لوگوں تک پہنچا سکوں) کیونکہ قریش نے مجھے میرے رب کا کلام (اس کے بندوں تک) پہنچانے سے روک دیا ہے۔

فوائد۔

1—یہ واقعہ مکہ مکرمہ میں ان دنوں کا ہے جب نبیﷺ کی دعوت کو سالوں گزر چکے اور قریش کھل کر سختی کے ساتھ نبیﷺ کو دعوت کے کام سے روک رہے تھے۔

2—داعی کو اپنی دعوت پر صبر کرنا چاہئے اور اگر دعوت قبول کرنے میں تاخیر ہو رہی ہے تو اس سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

تلك مِنْ أَنبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ ۖ مَا كُنتَ تَعْلَمُهَا أَنتَ وَلَا قَوْمُكَ مِن قَبْلِ هَٰذَا ۖ فَاصْبِرْ ۖ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ﴿هود:٤٩﴾

3--حالات بگڑتے رہیں گے، تنگیاں آتی رہیں گی ، پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑے گا،لیکن داعی کو چاہئے کہ صبر سے دعوت کا کام کرتا رہے۔

4-- لوگ ساتھ چھوڑتے رہیں گے ، تایید سے اپنا ہاتھ کھینچتے رہیں گے لیکن داعی کو اپنا کام ہر حال میں کرنا ہے۔

عَنْ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: جَاءَتْ قُرَيْشٌ إِلَى أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا: إِنَّ ابْنَ أَخِيكَ يُؤْذِينَا فِي نَادِينَا، وَفِي مَسْجِدِنَا، فَانْهَهُ عَنْ أَذَانَا، فَقَالَ: يَا عَقِيلُ: ائْتِنِي بِمُحَمَّدٍ، فَذَهَبْتُ فَأَتَيْتُهُ بِهِ، فَقَالَ: يَا ابْنَ أَخِي، إِنَّ بَنِي عَمِّكَ يَزْعُمُونَ أَنَّكَ تُؤْذِيهِمْ فِي نَادِيهِمْ، وَفِي مَسْجِدِهِمْ، فَانْتَهِ عَنْ ذَلِكَ قَالَ: فَحَلَّقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ إِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ: «أَتَرَوْنَ هَذِهِ الشَّمْسَ؟». قَالُوا: نَعَمْ قَالَ: «مَا أَنَا بِأَقْدَرَعَلَى أَنْ أَدَعَ لَكُمْ ذَلِكَ عَلَى أَنْ تَسْتَشْعِلُوا لِي مِنْهَا شُعْلَةً». قَالَ: فَقَالَ أَبُو طَالِبٍ: مَا كَذَبَنَا ابْنُ أَخِي، فَارْجِعُوا.

مسند ابي يعلى:6804، مسند البزار:2170 (الصحيحة:92)

"عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ قریش ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کا بھتیجا ہماری مجلسوں اور ہماری مسجد میں آکر ہمیں تنگ کرتا ہے لہذا اسے روکئے کہ وہ ہمیں اذیتیں دینے سے باز آئے، ابو طالب نے مجھ

سے کہا: عقیل جاؤ اور محمد کو بلا لاؤ، چنانچہ میں گیا اور آپﷺ کو بلا لایا ، ابو طالب نے آپ سے کہا: اے بھتیجے! تیرے چچے زاد بھائی یہ شکایت کر رہے ہیں کہ ان کی محفلوں اور مسجد میں تو انہیں اذیت پہنچاتا ہے ، رک جاؤ اور چھوڑ دو ان باتوں کو، عقیل کہتے ہیں کہ آپﷺ نے آسمان کی طرف غور سے دیکھا ، پھر فرمایا:کیا آپ لوگ یہ سورج دیکھ رہے ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: ہاں ، اسے دیکھ رہے ہیں، آپﷺ نے فرمایا: جس طرح آپ لوگ اس سورج سے میرے ایک شعلہ توڑ لانے کی قدرت نہیں رکھتے اسی طرح میں اس کام سے نہیں رک سکتا، عقیل کہتے ہیں کہ آپ کے اس عزم کو دیکھ کر ابو طالب نے کہا: میرےبھتیجے نے کبھی بھی مجھ سے جھوٹ نہیں بولا، تم لوگ واپس جاؤ(اور میرے بھتیجے کو اپنا کام کرنے دو)"۔

<u>** جس چیز کی دعوت دے رہا ہے اس پر صبر کرے۔</u>

یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آج دعوت کا ایک کام شروع کرے اور اسے آدھا ادھورا چھوڑ کر کل دوسرا کام شروع کردے۔ الا یہ کہ اس کا غیر مناسب اور باطل ہونا ثابت ہوجائے۔

عن <u>عائشة أن النبي صلى الله عليه وسلم دخل عليها وعندها امرأة قال من هذه قالت فلانة تذكر من صلاتها قال مه عليكم بما تطيقون فوالله لا يمل الله حتى تملوا وكان أحب الدين إليه مادام عليه صاحبه.</u>

صحیح بخاری:42، صحيح مسلم:785

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک بار نبیﷺ ان کے پاس تشریف لائے اس وقت ان (مائی عائشہ) کے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی ، آپﷺ نے پوچھا یہ کون ہے، حضرت عائشہ نے بتلایا کہ یہ فلانہ ہے ، یہی ہے جو بکثرت نفل نماز پڑھنے کے بارے میں مشہور ہے، آپﷺ نے فرمایا: چھوڑو ان باتوں کو، تم لوگ اتنا ہی عمل کرو جس (پر مداومت کی)طاقت رکھتے ہو، اس لئے کہ اللہ تعالی اس وقت تک نہیں اکتاتا جب تک کہ تم نہ اکتا جاؤ، اور اللہ کے نزدیک سب سے بہتر عمل وہ ہے جس پر اس کا عامل مداومت کرے"۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ إِذَا عَمِلَ أَحَدُكُمْ عَمَلًا أَنْ يُتْقِنَهُ».

مسند أبو يعلى:4386، المعجم الأوسط:897،شعب الإيمان:4929

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کو یہ پسند ہے کہ تم میں کاکوئی شخص جب کسی عمل کا انجام دے تو اسے مضبوطی سے ابجام دے(یعنی پورا کرے اور اچھا کرے)"۔

نوٹ—"اتقان عمل" یہ کہ کسی بھی کام کوکرتے وقت خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی اسے مکمل اور خوبصورت انداز میں انجام دیا جائے۔

فوائد۔

1—دعوت کے کسی کام کو شروع کرنا اور اسے ادھورا چھوڑ دینا یہ اللہ کے نزدیک ناپسندیدہ عمل ہے۔

2—کسی شخص کو ایک بار کسی بات کی نصیحت کرنا اور اگر قبول نہیں کرتا تو اسے چھوڑ دینا یہ بھی اللہ کو پسند نہیں ہے۔

3-- جو عمل مداومت کے ساتھ انجام دیا جائے وہ جہاں ایک طرف رحمان کو محبوب ہے وہیں دوسری طرف نتیجہ خیز بھی ہے۔

4—دعوت کے کام میں لگ کر اسے چھوڑ دینا رب کی رحمتوں سے محرومی کا سبب ہے۔

<u>** دعوت میں جو رکاوٹیں پیش آئیں اورجو اعتراضات ہوں ان پر صبر کیا جائے۔</u>

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلاَّ شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ.

سنن الترمذي:2472، سنن ابن ماجة:151، مسند أحمد:12212

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مجھے اللہ تعالیٰ کے بارے میں خوف دلایا گیا جب کسی اور کو نہیں دھمکایا جاتا تھا، مجھے اللہ کے بارے میں اذیتیں دی گئیں جب کسی اور کو اذیتیں نہیں دی جاتی تھیں، اور بسا اوقات میرے اوپر تیس رات ودن ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیز ہوتی تھی جسے کوئی ذی روح کھا سکے، مگر اتنی ہی مقدار جسے بلال کی بغل چھپا لے"۔

فوائد۔

1-- ہر وہ دعوت جو خیر کی طرف ہوتی ہے اس کے معارضین اور اس پر معترضین بکثرت ہوتے ہیں۔

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِينَ ۗ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا (31)الفرقان

2—— یہ رکاوٹیں مالی بھی ہوسکتی ہیں، دعوت کے مخالفین کی طرف سے بھی ہوسکتی ہیں اور خاندانی و اجتماعی بھی۔

3-- ان تمام رکاوٹوں سے نپٹنے کے لئےصبر درکار ہے اور صبر کرنا ہر داعی کے لیے ضروری ہے۔

** دعوت کے وجہ سے جو ایذاء پہنچے اس پر صبر۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

صحیح بخاری:3477 صحیح مسلم:1792

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں آپ نبیوں میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے جنہیں ان کی قوم نے مار مار کر لہو لہان کردیا تھا، وہ اپنے مبارک چہرے سے خون پوچھتے جاتے اور فرماتے جاتے: اے اللہ میری قوم کو معاف کردے ، کیونکہ وہ لاعلم ہیں"۔

فوائد۔

1-- ضروری ہے کہ داعی کو اس کی دعوت کے عوض اذیتیں پہنچیں، یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے ۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿الانعام:٣٤﴾

كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ﴿الذاريات:٥٢﴾

2—— یہ اذیت سب و شتم کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے، اتہام و تکذیب کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے ، مال وجائداد سے محروم کر کے بھی ہوسکتی ہیں اور ضرب و قتل کے ذریعے بھی۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ(186) آل عمران

3——داعی کو عالی ظرف ہونا چاہئے کہ مخالفین کی اذیت پر صبر کرے اور عفو ودرگزر سے کام لے۔

4——عموما لوگ داعی کی مخالفت جہالت اور نادانی کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

ج-- حلم اوربردباری۔

حسن خلق کا ایک اہم مظہر بردباری ہے۔

حلم کی حقیقت یہ ہے کہ غصہ اور جذبہ کے ابھرتے وقت وہ اپنے آپ پر قابو رکھے یا انتقام پر قدرت کے باوجود ناگوار اور اشتعال انگیز باتوں کو برداشت کرلے اور بدلہ نہ لے۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (للأشجِ أَشجِ عَبد القَيس: إنَّ فِيكَ لَخصلَتَين يُحبُهما الله الحِلم والأناة)

صحيح مسلم:17، الأدب المفرد:586، سنن الترمذي:2011

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج یعنی عبد القیس کے اشج سے فرمایا: تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالی پسند فرماتا ہے: حلم وبردباری اور سنجیدگی ووقار"۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي القِسْمَةِ، فَأَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ العَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي القِسْمَةِ، قَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ القِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ»

صحيح البخاري:3150: صحيح مسلم:1062

" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے موقعہ پر مال غنیمت کی تقسیم میں نبیﷺ نے بعض لوگوں کو ترجیح دی ، چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دئے، عیینہ بن حصن کو بھی اتنا ہی دیا، اور قریش کے سرداروں کو بھی تقسیم میں ترجیح دی یعنی عام مسلمانوں سے زیادہ دیا، اس پر ایک انصاری نے کہا : اس تقسیم میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا اور اس کا مقصد اللہ کی رضا نہیں رہا۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میں نے کہا:یہ بات میں ضرور نبی کریمﷺ سے تک پہنچاؤں گا اور میں نے جا کر بتلا بھی دیا، یہ سن کے آپﷺ نے فرمایا:تو پھر کون عدل کرے گا اگر اللہ اور اس کے رسول نے ہی عدل نہ کیا، اللہ کی رحمت ہو حضرت موسی علیہ السلام پر ،انہیں اس سے کہیں زیادہ اذیت پہچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا"۔

فوائد۔

1—— حلم کی صفت رحمان کو پسند ہے ۔

2——داعی کی دعوت کی کامیابی کے لئے اس میں صفت حلم کا پایا جانا ضروری ہے ، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے نبی کو ایک سے زائد جگہ اس کا حکم دیا ہے ۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (34)فصلت

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿المومنون:٩٨﴾

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿الاعراف:١٩٩﴾

3-- مدعووین کے اعتراض اور ان کی بد سلوکیوں کو برداشت کرنا اور تجاوز سے کام لینا انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے۔

4——

ھ-- جود وسخا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: " مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ ".

صحيح مسلم:2312، مسند أحمد:12051، صحيح ابن خزيمة:2371

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام کے لئے (یا اسلام کے نام پر) رسول اللہ ﷺ سے جو چیز بھی طلب کی جاتی آپ اسے عطا فرما دیتے ، چنانچہ ایک شخص آپ کے پاس آیا آپﷺ نے دوپاڑوں کے درمیان بکریاں اسے دے دیں، تو وہ شخص اپنی قوم کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے : اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہوجاؤ، اس لئے کہ محمد(ﷺ) اتنا دیتے ہیں کہ (جیسے)انہیں فقر وفاقہ کا ڈر نہ ہو"۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ:«وَاللهِ لَقَدْ أَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَانِي، وَ إِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ، فَمَا بَرِحَ يُعْطِينِي حَتَّى إِنَّهُ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ»

صحيح مسلم:2313،سنن الترمذي:666، مسند أحمد:15304

"حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم ! رسول اللہ ﷺنے مجھے دیا سودیا، اس وقت آپ میرے نزدیک تمام انسانوں میں سب سے برے تھے ، لیکن آپ مجھے برابر عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ میرے نزدیک تمام انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب ہوگئے"۔

فوائد۔

1——سید الدعاۃ نبیﷺ کی سخاوت کہ اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی کہ آپ نے دوست کو بھی دیا اور دشمن کو بھی دیا ، دین بھی دیا اور دنیا بھی دی۔

عَن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِوَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنْ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

صحيح بخاری:6، صحيح مسلم:3208

2—— نبی کریم ﷺ اپنی جود وسخا کے ذریعے بھی دعوت کا کام کرتے تھے۔

3--مدعو کی مالی مدد کرنا دعوت کی طرف اس کے میلان کا سبب ہے۔

4——بخالت سے کام لینا اور محتاجوں پر پیسہ خرچ نہ کرنا دعوت کی قبولیت میں رکاوٹ ہے۔

و——خود داری اورعزت نفس۔

عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟» وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟» فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟» قَالَ: فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَتُطِيعُوا - وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً - وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا» فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِيَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ، فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ.

صحيح مسلم:1043، سنن ابی داود:1642، سنن النسائی:460

"حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ نو ، یا آٹھ ، یا سات رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺنے فرمایا:کیا تم لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟ حضرت عوف کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی تازہ بیعت کرچکے تھے تو ہم نے کہا : اے اللہ کے رسول ! ہم تو بیعت کرچکے ہیں، آپﷺنے دوبارہ فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟ ہم نے کہا : اے اللہ کے رسول ! ہم تو بیعت کرچکے ہیں، پھر آپ نے تیسری بار فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟ پھر تو ہم لوگوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیااور عرض کیا : اے اللہ کے رسول ! ہم تو بیعت کرچکے ہیں، اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپﷺنے ارشاد فرمایا: اس بات پر کہ اللہ ہی کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں

کروگے، پانچوں نمازیں ادا کروگے ، (اپنے امیر کی) اطاعت کروگے، اور ایک بات آہستہ سے فرمائی: اور کسی سے کچھ نہیں مانگو گے ۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ پھر ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ ان میں سے کسی کا چابک بھی گر جاتاتو وہ کسی اور کو نہ کہتا کہ اسے اٹھا کر مجھے دے دو"۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اسْتَغْنُوا عَنِ النَّاسِ وَلَوْ بِشَوْصِ السِّوَاكِ».

الطبر اني الكبير12257، مسند البزار:4824،شعب الإيمان:251 (الصحيحة:1450)

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے بے پرواہ رہو خواہ مسواک کادھوون ہی ہو"۔

فوائد۔

1-- لوگوں کے ہاتھوں میں جو مال و اسباب ہے اس سے بے نیازی ایک داعی کی صفت ہونی چاہیئے، بلکہ اسے صرف اللہ پر متوکل ہونا چاہیئے، کیونکہ اس سے دعوت پر اثر پڑتا ہے۔

2-- نبی کریم ﷺ کا دعوت پر حرص کہ کوئی بھی مہلت ضائع نہیں فرماتے تھے۔

3-- اس سے مراد دنیاوی چیزوں کا سوال ہے نہ کہ آخرت سے متعلق ، بلکہ بسا اوقات سوال کرنا واجب ہوگا۔**فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِإِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (7)الأنبياء**

4-- داعی کو چاہیئے خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو ، اسے دوسرے لوگوں سے طلب نہیں کرنا چاہیئے۔

تکمیلی صفات۔

مذکورہ بنیادی صفات کے علاوہ کچھ اور صفات ہیں جن کا ایک داعی میں پایا جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1- دعا،

2-حسن مظہر ،

3--لوگوں کے قریب رہیں،

4-تمیز پیدا کریں

دعا—

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍوعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَ أَبَتْ فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا ، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُو عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ : اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ.

(صحیح بخاری:2937، صحیح مسلم:2524)

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اللهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْبِعُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ، فَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللهِ عُمَرَبْنَ الْخَطَّابِ ".

سنن الترمذی:3681، مسند احمد:5696، صحیح ابن حبان:6881

حسن منظر۔

اور حسن منظر یا حسن سمت سے مراد یہ ہے کہ **"بندہ اپنے ظاہرمیں مظہرکے طورپر، گفتگوکے طورپر ،حرکت وسکون کے طور پر اور نقل وحرکت کے طور پر اہل خیر واہل دین کے طریقہ پرہو"۔**

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»۔

سنن ابوداود:۴۷۷٦ الادب، مسند احمد:١/٢٩٦، الادب المفرد؛ ٧٩١

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»۔

سنن ابوداود:۴۷۷٦ الادب، مسند احمد:١/ ٢٩٦، الادب المفرد؛ ٧٩١

داعی لوگوں سے قریب ہو۔

اس سے مراد یہ ہے کہ داعی اور مدعو کے درمیان حائل چیزوں کو دور کیا جائے، ان کے کام آیا جائے ان کی مدد کی جائے، ان کے دکھ درد میں شریک رہے، ان کی دعوتیں قبول کی جائیں، انہیں اپنے گھر چائے وغیرہ پر مدعو کیا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسولﷺ کا عمل مبارک رہا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" حُرِّمَ عَلَى النَّارِكُلُّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيبٍ مِنَ النَّاسِ ".

مسند أحمد:3938، سنن الترمذي:2488، صحيح ابن حبان:470

تمیز پیدا کرے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ داعی کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کی بھی صلاحیت دی ہے اس پر آگے بڑھنے اور نمایاں صفات پیدا کرنے کی کوشش کرے، تاکہ اولا تو لوگ اپنے کو اس بارے میں اس داعی کا محتاج سمجھیں، ثانیا اس نمایاں صفت کو کام میں لاکر داعی لوگوں پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔

آٹھویں مجلس- 1442/7/4ھ

** دعوت میں جو رکاوٹیں پیش آئیں اورجو اعتراضات ہوں ان پر صبر کیا جائے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ، وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ، وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلاَثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبِلاَلٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلاَّ شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلاَلٍ.

سنن الترمذي:2472، سنن ابن ماجة:151، مسند أحمد:12212

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:مجھے اللہ تعالی کے بارے میں خوف دلایا گیا جب کسی اور کو نہیں دھمکایا جاتا تھا، مجھے اللہ کے بارے میں اذیتیں دی گئیں جب کسی اور کو اذیتیں نہیں دی جاتی تھیں، اور بسا اوقات میرے اوپر تیس رات ودن ایسے گزرے ہیں کہ میرے اور بلال کے لئے کھانے کی کوئی ایسی چیزنہیں ہوتی تھی جسے کوئی ذی روح کھا سکے، مگر اتنی ہی مقدار جسے بلال کی بغل چھپا لے"۔

فوائد۔

1-- ہر وہ دعوت جو خیر کی طرف ہوتی ہے اس کے معارضین اور اس پر معترضین بکثرت ہوتے ہیں۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ وَكَفَى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا (31)الفرقان

2—— یہ رکاوٹیں مالی بھی ہوسکتی ہیں، دعوت کے مخالفین کی طرف سے بھی ہوسکتی ہیں اور خاندانی و اجتماعی بھی۔

3-- ان تمام رکاوٹوں سے نپٹنے کے لئےصبر درکار ہے اور صبر کرنا ہر داعی کے لیے ضروری ہے۔

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (120)آل عمران

** دعوت کے وجہ سے جو ایذاء پہنچے اس پر صبر۔

قَالَ عَبْدُ اللَّهِ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ.

صحیح بخاری:3477 صحیح مسلم:1792

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جیسے میں رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں آپ نبیوں میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے جنہیں ان کی قوم نے مار مار کر لہو لہان کردیا تھا، وہ اپنے مبارک چہرےسے خون پوچھتے جاتے اور فرماتے جاتے: اے اللہ میری قوم کو معاف کردے ، کیونکہ وہ لاعلم ہیں"۔

فوائد۔

1-- ضروری ہے کہ داعی کو اس کی دعوت کے عوض اذیتیں پہنچیں، یہ اللہ تعالیٰ کی سنت رہی ہے ۔

وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا ۚ وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ ۚ وَلَقَدْ جَاءَكَ مِن نَّبَإِ الْمُرْسَلِينَ ﴿الانعام:٣٤﴾

كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِن قَبْلِهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ﴿الذاريات:٥٢﴾

2— یہ اذیت سب و شتم کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے، اتہام و تکذیب کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے ، مال وجائداد سے محروم کر کے بھی ہوسکتی ہیں اور اور ضرب و قتل کے ذریعے بھی۔

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ (186) آل عمران

3—داعی کو عالی ظرف ہونا چاہئے کہ مخالفین کی اذیت پر صبر کرے اور عفو ودرگزر سے کام لے۔

4—عموما لوگ داعی کی مخالفت جہالت اور نادانی کی بنیاد پر کرتے ہیں۔

ج-- حلم اور بردباری۔

حسن خلق کا ایک اہم مظہر بردباری ہے۔

حلم کی حقیقت یہ ہے کہ غصہ اور جذبہ کے ابھرتے وقت وہ اپنے آپ پر قابو رکھے یا انتقام پر قدرت کے باوجود ناگوار اور اشتعال انگیز باتوں کو برداشت کرلے اور بدلہ نہ لے۔

عن ابن عباس رضي الله عنه قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (للأشجِ أَشج عَبد القَيس: إنَّ فِيكَ لخَصلَتين يُحبُهما الله الحِلم والأناة)

صحيح مسلم:17، الأدب المفرد:586، سنن الترمذي:2011

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشج یعنی عبد القیس کے اشج سے فرمایا: تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالی پسند فرماتا ہے: حلم وبردباری اور سنجیدگی ووقار"۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ، آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسًا فِي القِسْمَةِ، فَأَعْطَى الأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذَلِكَ، وَأَعْطَى أُنَاسًا مِنْ أَشْرَافِ العَرَبِ فَآثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي القِسْمَةِ، قَالَ رَجُلٌ: وَاللَّهِ إِنَّ هَذِهِ القِسْمَةَ مَا عُدِلَ فِيهَا، وَمَا أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ، فَقُلْتُ: وَاللَّهِ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَيْتُهُ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: «فَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، رَحِمَ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ»

صحيح البخاري:3150: صحيح مسلم:1062

" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے موقعہ پر مال غنیمت کی تقسیم میں نبیﷺ نے بعض لوگوں کو ترجیح دی ، چنانچہ اقرع بن حابس کو سو اونٹ دئے، عیینہ بن حصن کو بھی اتنا ہی دیا، اور قریش کے سرداروں کو بھی تقسیم میں ترجیح دی یعنی عام مسلمانوں سے زیادہ دیا، اس پر ایک انصاری نے کہا : اس تقسیم میں انصاف سے کام نہیں لیا گیا اور اس کا مقصد اللہ کی رضا نہیں رہا۔ حضرت عبد اللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میں نے کہا:یہ بات میں ضرور نبی کریمﷺ سے تک پہنچاؤں گا اور میں نے جا کر بتلا بھی دیا، یہ سن کے آپﷺ نے فرمایا:تو پھر کون عدل کرے گا اگر اللہ اور اس کے رسول نے ہی عدل نہ کیا، اللہ کی رحمت ہو حضرت موسی علیہ السلام پر ،انہیں اس سے کہیں زیادہ اذیت پہچائی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا"۔

فوائد۔

1— حلم کی صفت رحمان کو پسند ہے ۔

2—داعی کی دعوت کی کامیابی کے لئے اس میں صفت حلم کا پایا جانا ضروری ہے ، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اپنے نبی کو ایک سے زائد جگہ اس کا حکم دیا ہے ۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ (34)فصلت

ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ۚ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ﴿٩٦﴾ وَقُل رَّبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ ﴿٩٧﴾ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ ﴿المومنون:٩٨﴾

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ﴿الاعراف:١٩٩﴾

3-- مدعووین کے اعتراض اور ان کی بد سلوکیوں کو برداشت کرنا اور تجاوز سے کام لینا انبیاء علیہم السلام کا شیوہ ہے۔

4—

ھ-- جود وسخا۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: " مَا سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ، قَالَ: فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَرَجَعَ إِلَى قَوْمِهِ، فَقَالَ: يَا قَوْمِ أَسْلِمُوا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءً لَا يَخْشَى الْفَاقَةَ ".

صحيح مسلم:2312، مسند أحمد:12051، صحيح ابن خزيمة:2371

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلام کے لئے (یا اسلام کے نام پر) رسول اللہ ﷺ سے جو چیز بھی طلب کی جاتی آپ اسے عطا فرما دیتے ، چنانچہ ایک شخص آپ کے پاس آیا آپﷺ نے دوپاڑوں کے درمیان بکریاں اسے دے دیں، تو وہ شخص اپنی قوم کے پاس جاتا ہے اور کہتا ہے : اے میری قوم کے لوگو! مسلمان ہوجاؤ، اس لئے کہ محمد(ﷺ) اتنا دیتے ہیں کہ (جیسے)انہیں فقر وفاقہ کا ڈر نہ ہو"۔

عَنْ صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ، قَالَ:«وَاللهِ لَقَدْ أَعْطَانِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعْطَانِي، وَإِنَّهُ لَأَبْغَضُ النَّاسِ إِلَيَّ، فَمَا بَرِحَ يُعْطِينِي حَتَّى إِنَّهُ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ» **صحيح مسلم:2313،سنن الترمذي:666، مسند أحمد:15304**

"حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم ! رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیا سودیا، اس وقت آپ میرے نزدیک تمام انسانوں میں سب سے برے تھے ، لیکن آپ مجھے برابر عطا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ میرے نزدیک تمام انسانوں میں سب سے زیادہ محبوب ہوگئے"۔

فوائد۔

1ـــــسید الدعاۃ نبیﷺ کی سخاوت کہ اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی، آپ نے دوست کو بھی دیا اور دشمن کو بھی دیا ، دین بھی دیا اور دنیا بھی دی۔

عَن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ أَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ حَتَّى يَنْسَلِخَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْآنَ فَإِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَام كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنْ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ.

صحیح بخاری:6، صحيح مسلم:3208

2ـــ نبی کریم ﷺ اپنی جود وسخا کے ذریعے بھی دعوت کا کام کرتے تھے۔

3--مدعو کی مالی مدد کرنا دعوت کی طرف اس کے میلان کا سبب ہے۔

4ــــبخالت سے کام لینا اور محتاجوں پر پیسہ خرچ نہ کرنا دعوت کی قبولیت میں رکاوٹ ہے۔

وـــــخود داری اور عزت نفس۔

عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تِسْعَةً أَوْ ثَمَانِيَةً أَوْ سَبْعَةً، فَقَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟» وَكُنَّا حَدِيثَ عَهْدٍ بِبَيْعَةٍ، فَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟» فَقُلْنَا:

قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَلَا تُبَايِعُونَ رَسُولَ اللهِ؟» قَالَ: فَبَسَطْنَا أَيْدِيَنَا وَقُلْنَا: قَدْ بَايَعْنَاكَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَعَلَامَ نُبَايِعُكَ؟ قَالَ: «عَلَى أَنْ تَعْبُدُوا اللهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَالصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، وَتُطِيعُوا – وَأَسَرَّ كَلِمَةً خَفِيَّةً – وَلَا تَسْأَلُوا النَّاسَ شَيْئًا» فَلَقَدْ رَأَيْتُ بَعْضَ أُولَئِكَ النَّفَرِ يَسْقُطُ سَوْطُ أَحَدِهِمْ، فَمَا يَسْأَلُ أَحَدًا يُنَاوِلُهُ إِيَّاهُ. صحيح مسلم:1043، سنن ابی داود:1642، سنن النسائی:460

"حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ہم لوگ نو ، یا آٹھ ، یا سات رسول اللہﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:کیا تم لوگ اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟ حضرت عوف کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابھی تازہ بیعت کرچکے تھے تو ہم نے کہا : اے اللہ کے رسول ! ہم تو بیعت کرچکے ہیں، آپﷺ نے دوبارہ فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟ ہم نے کہا : اے اللہ کے رسول ! ہم تو بیعت کرچکے ہیں، پھر آپ نے تیسری بار فرمایا: کیا تم اللہ کے رسول ﷺ سے بیعت نہیں کر لیتے؟ پھر تو ہم لوگوں نے اپنا ہاتھ پھیلا دیااور عرض کیا : اے اللہ کے رسول ! ہم تو بیعت کرچکے ہیں، اب کس بات پر بیعت کریں؟ آپﷺ نے ارشاد فرمایا: اس بات پر کہ اللہ ہی کی عبادت کرو گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروگے، پانچوں نمازیں ادا کروگے ، (اپنے امیر کی) اطاعت کروگے، اور ایک بات آہستہ سے فرمائی: اور کسی سے کچھ نہیں مانگو گے ۔ حضرت عوف کہتے ہیں کہ پھر ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ ان میں سے کسی کا چابک بھی گر جاتاتو وہ کسی اور کو نہ کہتا کہ اسے اٹھا کر مجھے دے دو"۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «اسْتَغْنُوا عَنِ النَّاسِ وَلَوْ بِشَوْصِ السِّوَاكِ». الطبراني الكبير12257، مسند البزار:4824،شعب الإيمان:251 (الصحيحة:1450)

"حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں سے بے پرواہ رہو خواہ مسواک کادھوون ہی ہو"۔

فوائد۔

1-- لوگوں کے ہاتھوں میں جو مال و اسباب ہے اس سے بے نیازی ایک داعی کی صفت ہونی چاہئے، بلکہ اسے صرف اللہ پر متوکل رہنا چاہئے، کیونکہ اس سے دعوت کے کام پر اثر پڑتا ہے۔

2-- نبی کریمﷺ کا دعوت پر حرص کہ کوئی بھی مہلت ضائع نہیں فرماتے تھے۔

3-- اس سے مراد دنیاوی چیزوں کا سوال ہے نہ کہ آخرت سے متعلقہ چیزیں ، بلکہ بسا اوقات آخرت اور دین سے متعلقہ چیزوں سے متعلق سوال کرنا واجب ہوگا۔**فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ (7)الأبياء**

4-- داعی کو چاہئے خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو ، اسے دوسرے لوگوں سے طلب نہ کرنے۔

تکمیلی صفات۔

مذکورہ بنیادی صفات کے علاوہ کچھ اور صفات ہیں جن کا ایک داعی میں پایا جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1- دعاء ، 2- حسن مظہر ، 3- لوگوں کے قریب رہیں

1--دعا۔۔۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ». (صحیح بخاری:2937، صحیح مسلم:2524)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (ہمارے قبیلے) دوس نے نافرمانی کی

اور اسلام لانے سے انکاری ہوئے، لہذا آپ اللہ تعالی سے ان کےلئے بد دعا کی جئے، (جب آپ نے دعا کا ارادہ فرمایا) تو لوگ کہنے لگے اب تو دوس ہلاک ہوئے، (لیکن) آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدیات دے اور انہیں (میرے پاس) لے آ۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اللهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللهِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ".

سنن الترمذی:3681، مسند احمد:5696، صحیح ابن حبان:6881

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ " اے اللہ ابو جہل بن ھشام اور عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کو قوت پہنچا"۔

فوائد۔

1-- داعی کی ایک صفت یہ ہے کہ مدعو کے لئے دعا کرتاہے، یہ مدعو کے تالیف قلب کا بڑا سبب ہے۔

2—داعی اپنی دعوت میں حلیم اور اپنے مدعووین کے بارے میں رحمت وشفقت کا پیکر ہوتا ہے۔

3-- داعی اپنے مدعووین کے بارے میں جلدبازی سے کام نہیں لیتا بلکہ وقار وسنجیدگی اور غور وفکر کو سامنے رکھتا ہے۔

4-- نبی کریمﷺ کا معجزہ کہ بہت سے لوگوں کے بارے میں آپ نے دعا کی اور اللہ تعالی نے اسے قبول کرلیا۔

5—داعی کو مدعووین کے بارے میں پر امید رہنا چاہئے اور لوگوں کی اصلاح سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

6—مدعووین پر بد دعا کرنا یہ داعی کی شان کے خلاف ہے ، الا یہ کہ یقینی طور پر معلوم ہوجائے کہ اب یہ لوگ ہدایت قبول نہیں کریں گے۔

2--حسن منظر۔

اور حسن منظر یا حسن سمت سے مراد یہ ہے کہ **"بندہ اپنے ظاہر میں مظہر کے طور پر، گفتگو کے طور پر ،حرکت وسکون کے طور پر اور نقل وحرکت کے طور پر اہل خیر واہل دین کے طریقہ پر ہو"۔**

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»۔

سنن ابوداود:۴۷۷۶ الادب،مسند احمد:۱/ ۲۹۶،الادب المفرد؛ ۷۹۱

" حضرت سبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:نیک چلن، اور عمدہ کردار(یا اچھی وضع وقطع) اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے"۔

فوائد۔

1—داعی کا چاہئے کہ اس کی چال وچلن اور وضع وقطع نبیوں کے مشابہ ہو۔

2—جس طرح داعی اپنے عمل میں عام لوگوں سے امتیاز رکھتا ہے اسی طرح اسے اخلاق وکردار اور وضع وقطع میں لوگوں سے ممتاز رہنا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ ایک موقعے پر آپﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا: " **إِنَّكُمْ قَادِمُونَ غَدًا عَلَى إِخْوَانِكُمْ فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى**

تكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ " (سنن ابوداود:4089، مسند احمد: ج4،ص179)

"تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو، چنانچہ اپنی سواریوں کو درست کرلو۔ اپنے لباس کی اصلاح کرلوحتی کہ ایسے ہوجاؤ گویا تم ان میں بہت نمایاں افراد ہو، بلا شبہہ اللہ تعالی بے حیائی کی بات یا کام اور عمدا ایسا کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا"۔

3—اچھی وضع وقطع کا مدو کے اوپر ایک اثر ہوتا ہے۔

4—عمدہ چال وچلن اور اچھی وضع وقطع انبیاء علیہم السلام کی صفت رہی ہے۔

5—اپنی ہیئت کو بگاڑے رکھنا ، استطاعت کے باوجود مناسب لباس نہ پہننا اللہ کو پسندیدہ نہیں ہے۔

3-- داعی لوگوں سے قریب ہو۔

اس سے مراد یہ ہے کہ داعی اور مدعو کے درمیان حائل چیزوں کو دور کیا جائے، ان کے کام آیا جائے ان کی مدد کی جائے، ان کے دکھ درد میں شریک رہے، ان کی دعوتیں قبول کی جائیں، انہیں اپنے گھر چائے وغیرہ پر مدعو کیا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسولﷺ کا عمل مبارک رہا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" حُرِّمَ عَلَى النَّارِ كُلُّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيبٍ مِنَ النَّاسِ ".

مسند أحمد:3938، سنن الترمذي:2488، صحيح ابن حبان:470

" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم حرام ہے ہر اس شخص پر جو نرم طبیعت کا ہے ، آسان مزاج اور لوگوں کے قریب ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، الْمُوَطَّئُونَ أَكْنَافًا، الَّذِينَ يَأْلَفُونَ وَيُؤْلَفُونَ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ».

المعجم الأوسط :4422، المعجم الصغير:605، شعب الإيمان: 7616(الصحيحة:751)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، جو نرم پہلو والے ہوتے ہیں،جو جولوگوں سے مانوس ہوتے ہیں اور لوگ ان سے مانوس ہوتے ہیں، اور(یاد رکھو!) اس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جو نہ لوگوں سے مانوس رہے اور نہ لوگ اس سے مانوس رہیں"۔

فوائد۔

1—داعی کو متواضع اور لوگوں کے لئے آسان ہونا چاہئے، تا کہ مدعو بھی اس سے قریب ہو سکے۔

2—لوگوں کے لئے نرم گوشہ رکھنا، ان سے مانوس رہنا اور ان پر اپنی بڑائی نہ ظاہر کرنا یہ حسن اخلاق کا بہت بڑا حصہ ہے۔

3-- سید الدعاۃ نبی کریمﷺ کی یہی صفت رہی ہے کہ وہ اپنے مدعووین کے ساتھ نرم اور ان کے بہت قریب رہے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: «يَا أُمَّ فُلَانٍ انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ، حَتَّى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ» فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ، حَتَّى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا.

صحيح مسلم:2326، سنن ابي داود:4819

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاریہ عورت جو عقل کے لحاظ سے کمزور تھی، آپﷺ سے کہتی ہے کہ : اے اللہ کے رسول مجھے آپ سے کچھ کام ہے، آپﷺ نے فرمایا: اے ام فلان! جس گلی میں چاہو بیٹھ جاؤ، میں تمہاری ضرورت پوری کردیتا ہوں، چنانچہ وہ عورت نبی ﷺ کے ساتھ راستے کے کنارے میں ایک طرف تنہا کھڑی ہوگئی اور (اسوقت تک آپﷺ اس کے ساتھ رہے) یہاں تک کہ اس نے اپنا مقصد پورا کرلیا"۔

4— تمیز پیدا کرے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ داعی کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کی بھی صلاحیت دی ہے اس میں آگے بڑھنے اور نمایاں صفات پیدا کرنے کی کوشش کرے، تاکہ اولا لوگ اپنے کو اس بارے میں اس داعی کا محتاج سمجھیں، ثانیا اس نمایاں صفت کو کام میں لاکر داعی لوگوں پر اثر انداز ہوسکے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللَّهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ»

سنن الترمذي:3790، سنن ابن ماجة:154، مسند أحمد:12904

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا:میری امت میں ، امت پرسب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر ہیں ، اور اللہ کے معاملے (دین کے بارے) میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، اور سب سے سچی حیا والے عثمان ہیں، اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور کتاب الہی کو سب سے اچھی طرح پڑھنے والے ابی بن کعب ہیں، اور حلال وحرام کی سب سے زیادہ معلومات رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں، اور علم میراث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں، اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں(رضی اللہ عنہم اجمعین)"۔

فوائد۔

1-- اللہ تعالی مختلف لوگوں میں مختلف صلاحیتیں رکھتا ہے ، داعی کو چاہئے اپنے اندر اور اپنے شاگردوں ان صلاحیتوں کو اجا گر کرنے کی کوشش کرے۔

2— کسی بھی میدان میں تمیز کا فائدہ یہ ہوگا کہ وقت ضرورت اس میدان میں ان سے کام لیا جائے۔

3—داعی کو اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کی صلاحیات پر نظر رکھنی چاہئے اور وقت ضرورت اس پر ان کو ابھارنا بھی چاہئے۔

خامساً۔ دعوت کے اسلوب۔

یہ اسلوب دو قسم کے ہیں -

1-- ثابت ومقرر اسلوب۔

2—عام اسلوب

ثابت اسلوب سے مراد یہ ہے کہ اولا ان پر قرآن وحدیث سے نص موجود ہو اور ثانیا وہ ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے مناسب ہوں -

مستقل وثابت اسلوب چار ہیں

1- حکمت۔ 2- موعظہ حسنہ۔ 3- بحث ومباحثہ۔ 4- قدوہ حسنہ

1-- حکمت۔

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا: افْتَحْ قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ ".

صحيح البخاري:1636، صحيح مسلم:163

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت پھٹی جس سے حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، میرے سینے کو چاک کیا پھر زمزم کے پانی سے اسےدھویا، پھر سونے کی ایک طشت لائے جو حکمت وایمان سے بھری ہوئی تھی ، اسے میرے سینے میں انڈیل دیا ۔، پھر اسے بند کردیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف اوپر چڑھ گئے، حضرت جبریل نے آسمان کے داروغے سے کہا : دروازہ کھولو، اس نے پوچھا: کون ہو؟ جواب دیا: میں جبریل ہوں"۔

فوائد۔

1ـــــدعوت کے میدان میں حکمت کی اہمیت ، کہ اللہ کے رسولﷺ کے سینے میں اسے بھر دیا گیا۔

2ــــحکمت کی اہمیت کہ حضرت جبریل اسے اللہ کی طرف سے سونے کی طشت میں لیکر آئے ۔

3ــــایمان کے ساتھ حکمت کو اللہ کے رسولﷺ کے سینے میں بھرنے کا معنی یہ ہے کہ ایمان کے لئے خواہ دعوۃ ہو یا عملا حکمت ضروری ہے۔

4ــــحکمت کا اصل مصدر اللہ تبارک وتعالی ہے ، یعنی شریعت کی نظر میں جو حکمت ہے اسے ہی حکمت کہا جائے گا، نہ کہ لوگوں کی سوچ و فکر۔

5-- ہر کام کو بالکل ٹھیک ٹھیک اور صحیح طریقے پر انجام دینے کا نام حکمت ہے ، اس طرح کہ ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھا جائے ۔ گویا کہ ایک داعی کو حکمت سے دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے قول وعمل میں درستگی اور حق کو پہنچے ۔

صاحب کتاب " الحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ " نے حکمت کے ضمن میں درج ذیل امور کو شمار کیا ہے ، یا داعی کو اپنی دعوت میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا حکمت کہلاتا ہے :

1. عقلی اور اٹل حقیقتوں پر مبنی دلائل سے دعوت دینا ، جیسے اللہ کےخالق ومالک ہونے ، مستحق عبادت ہونے اور رسول کی رسالت کا عقلی ثبوت دیا جائے ، غیر اللہ کی عبادت کا بطلان بیان کیا جائے۔
2. بالمقابل سے استدلال :
3. مشہور وتسلیم شدہ امور کا استعمال ۔
4. بہترین نمونہ پیش کرنا ۔

5. علانیہ نہیں ، بلکہ اکیلے میں نصیحت کرنا ۔
6. صراحت کے بجائے صرف اشارہ اور کنایہ سے کام لینا ۔
7. نرمی کی جگہ نرمی کا استعمال
8. سختی کی جگہ سختی کااستعمال
9. خطاب میں لوگوں کے مبلغ علم اور ان کے عقل وفہم کے معیار کا لحاظ ۔
10. جیسے حالات وظروف اور ماحول کا لحاظ ، انداز اور اسلوب مناسب کا استعمال ۔

11- اہم امور کی طرف دعوت پہلے پھر اس کے بعد اس سے ہلکی چیز [مرحلہ وار دعوت]

نوویں مجلس- 11 /7/ 1442

تکمیلی صفات۔

مذکورہ بنیادی صفات کے علاوہ کچھ اور صفات ہیں جن کا ایک داعی میں پایا جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ان میں سے اہم درج ذیل ہیں۔

2- دعا، 2-حسن مظہر ، 3--لوگوں کے قریب رہیں،

4- تمیز(اپنے اندر کوئی خوبی) پیدا کریں

1--دعا—

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو الدَّوْسِيُّ وَأَصْحَابُهُ، عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللَّهَ عَلَيْهَا، فَقِيلَ: هَلَكَتْ دَوْسٌ، قَالَ: «اللَّهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ».

(صحیح بخاری:2937، صحیح مسلم:2524)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! (ہمارے قبیلے) دوس نے نافرمانی کی اور اسلام لانے سے انکاری ہوئے، لہذا آپ اللہ تعالی سے ان کےلئے بد دعا کی جئے، (جب آپ نے دعا کا ارادہ فرمایا) تو لوگ کہنے لگے کہ اب تو دوس ہلاک ہوئے، (لیکن) آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ دوس کو ہدیات دے اور انہیں (میرے پاس) لے آ۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " اللهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَحَبِّ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ إِلَيْكَ بِأَبِي جَهْلٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَكَانَ أَحَبُّهُمَا إِلَى اللهِ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ".

سنن الترمذی:3681، مسند احمد:5696، صحیح ابن حبان:6881

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ " اے اللہ ابو جہل بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کو قوت پہنچا"۔

فوائد۔

1-- داعی کی ایک صفت یہ ہے کہ مدعو کے لئے دعا کرتاہے، یہ مدعو کے تالیف قلب کا بڑا سبب بنتا ہے۔

2—داعی اپنی دعوت میں حلیم اور اپنے مدعووین کے بارے میں رحمت وشفقت کا پیکر ہوتا ہے۔

3-- داعی اپنے مدعووین کے بارے میں جلدبازی سے کام نہیں لیتا ،بلکہ وقار وسنجیدگی اور غور وفکر کو سامنے رکھتا ہے۔

4-- نبی کریمﷺ کا معجزہ کہ بہت سے لوگوں کے حق میں آپ نے دعا کی اور اللہ تعالی نے اسے قبول کرلیا۔

5—داعی کو مدعووین کے بارے میں پر امید رہنا چاہئے اور لوگوں کی اصلاح سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔

6—مدعووین پر بد دعا کرنا یہ داعی کی شان کے خلاف ہے ، الا یہ کہ یقینی طور پر معلوم ہوجائے کہ اب یہ لوگ ہدایت قبول نہیں کریں گے۔

2--حسن منظر۔

اور حسن منظر یا حسن سمت سے مراد یہ ہے کہ **"بندہ اپنے ظاہر میں مظہر کے طور پر، گفتگو کے طور پر ،حرکت وسکون کے طور پر اور نقل وحرکت کے طور پر اہل خیر واہل دین کے طریقہ پر ہو"۔**

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ، وَالِاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ»۔

سنن ابوداود:۴۷۷۶ الادب،مسند احمد:۱/ ۲۹۶،الادب المفرد؛ ۷۹۱

" حضرت سبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:نیک چلن، اور عمدہ کردار(یا اچھی وضع وقطع) اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے"۔

فوائد۔

1—داعی کا چاہئے کہ اس کی چال وچلن اور وضع وقطع نبیوں کے مشابہ ہو۔

2—جس طرح داعی اپنے عمل میں عام لوگوں سے امتیاز رکھتا ہے اسی طرح اسے اخلاق وکردار اور وضع وقطع میں لوگوں سے ممتاز رہنا چاہئے، یہی وجہ ہے کہ ایک موقعے پر آپﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا: " **إِنَّكُمْ قَادِمُونَ غَدًا عَلَى إِخْوَانِكُمْ فَأَصْلِحُوا رِحَالَكُمْ وَأَصْلِحُوا لِبَاسَكُمْ حَتَّى تَكُونُوا كَالشَّامَةِ فِي النَّاسِ ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفُحْشَ وَلَا التَّفَحُّشَ** " (سنن ابوداود:**4089**، مسند احمد:ج**4**،ص**179**)

"تم لوگ اپنے بھائیوں کے پاس پہنچنے والے ہو، چنانچہ اپنی سواریوں کو درست کرلو۔ اپنے لباس کی اصلاح کرلوحتی کہ ایسے ہوجاؤ گویا تم ان میں بہت نمایاں افراد ہو، بلا شبہہ اللہ تعالی بے حیائی کی بات یا کام اور عمدا ایسا کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا"۔

3—اچھی وضع وقطع کا مدعو کے اوپر ایک اثر ہوتا ہے۔

4—عمدہ چال وچلن اور اچھی وضع وقطع انبیاء علیہم السلام کی صفت رہی ہے۔

5—اپنی ہیئت کو بگاڑے رکھنا ، استطاعت کے باوجود مناسب لباس نہ پہننا اللہ کو پسندیدہ نہیں ہے۔

3-- داعی لوگوں سے قریب ہو۔

اس سے مراد یہ ہے کہ داعی اور مدعو کے درمیان حائل چیزوں کو دور کیا جائے، ان کے کام آیا جائے ان کی مدد کی جائے، ان کے دکھ درد میں شریک رہا جائے، ان کی دعوتیں قبول کی جائیں، انہیں اپنے گھر چائے وغیرہ پر مدعو کیا جائے، جیسا کہ اللہ کے رسولﷺ کا عمل مبارک رہا ہے۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:" حُرِّمَ عَلَى النَّارِ كُلُّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ سَهْلٍ قَرِيبٍ مِنَ النَّاسِ ".

مسند أحمد:3938، سنن الترمذي:2488، صحيح ابن حبان:470

" حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جہنم حرام ہے ہر اس شخص پر جو نرم طبیعت کا ہے ، آسان مزاج اور لوگوں کے قریب ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحَاسِنُهُمْ أَخْلَاقًا، الْمُوَطَّئُونَ أَكْنَافًا، الَّذِينَ يَأْلَفُونَ وَيُؤْلَفُونَ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ».

المعجم الأوسط :4422، المعجم الصغير:605، شعب الإيمان: 7616(الصحيحة:751)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، جو نرم پہلو والے ہوتے ہیں،جو جولوگوں سے مانوس ہوتے ہیں اور لوگ ان سے مانوس ہوتے ہیں، اور(یاد رکھو!) اس شخص میں کوئی خیر نہیں ہے جو نہ لوگوں سے مانوس رہے اور نہ لوگ اس سے مانوس رہیں"۔

فوائد۔

1—داعی کو متواضع اور لوگوں کے لئے آسان ہونا چاہئے، تا کہ مدعو اس سے قریب ہو سکے۔

2—لوگوں کے لئے نرم گوشہ رکھنا، ان سے مانوس رہنا اور ان پر اپنی بڑائی نہ ظاہر کرنا یہ حسن اخلاق کا بہت بڑا حصہ ہے۔

3-- سید الدعاۃ نبی کریمﷺ کی یہی صفت رہی ہے کہ وہ اپنے مدعووین کے ساتھ نرم اور ان کے بہت قریب رہے ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ امْرَأَةً كَانَ فِي عَقْلِهَا شَيْءٌ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً، فَقَالَ: «يَا أُمَّ فُلَانٍ انْظُرِي أَيَّ السِّكَكِ شِئْتِ، حَتَّى أَقْضِيَ لَكِ حَاجَتَكِ» فَخَلَا مَعَهَا فِي بَعْضِ الطُّرُقِ، حَتَّى فَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا.

صحيح مسلم:2326، سنن ابي داود:4819

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاریہ عورت جو عقل کے لحاظ سے کمزور تھی، آپﷺ سے کہتی ہے کہ : اے اللہ کے رسول ! مجھے آپ سے کچھ کام ہے، آپﷺ نے فرمایا: اے ام فلان! جس گلی میں چاہو بیٹھ جاؤ، میں تمہاری ضرورت پوری کردیتا ہوں، چنانچہ وہ عورت نبی ﷺ کے ساتھ راستے کے کنارے میں ایک طرف تنہا کھڑی ہوگئی اور (اسوقت تک آپﷺ اس کے ساتھ رہے) یہاں تک کہ اس نے اپنا مقصد پورا کرلیا"۔

4— تمیز پیدا کرے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ داعی کو اللہ تعالیٰ نے جس طرح کی بھی صلاحیت دی ہے اس میں آگے بڑھنے اور نمایاں صفات پیدا کرنے کی کوشش کرے، تاکہ اولا لوگ اپنے کو اس بارے میں اس کا محتاج سمجھیں، ثانیا اس نمایاں صفت کو کام میں لاکر داعی لوگوں پر اثر انداز ہوسکے۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ، وَأَشَدُّهُمْ فِي دِينِ اللَّهِ عُمَرُ، وَأَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ، وَأَقْضَاهُمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، وَأَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللَّهِ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَأَعْلَمُهُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَفْرَضُهُمْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينًا، وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ»

سنن الترمذي:3790، سنن ابن ماجة:154، مسند أحمد:12904

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسولﷺ نے فرمایا:میری امت میں ، امت پرسب سے زیادہ رحم کرنے والے ابو بکر ہیں ، اور اللہ کے معاملے (دین کے بارے) میں سب سے زیادہ سخت عمر ہیں، اور سب سے سچی حیا والے عثمان ہیں، اور سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں اور کتاب الہی کو سب سے اچھی طرح پڑھنے والے ابی بن کعب ہیں، اور حلال وحرام کی سب سے زیادہ معلومات رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں، اور علم میراث کا سب سے زیادہ علم رکھنے والے زید بن ثابت ہیں، اور اس امت کے امین ابو عبیدہ بن جراح ہیں(رضی اللہ عنہم اجمعین)"۔

فوائد۔

1-- اللہ تعالی نے مختلف لوگوں میں مختلف صلاحیتیں رکھی ہیں ، داعی کو چاہئے اپنے اندر اور اپنے شاگردوں میں ان صلاحیتوں کو اجا گر کرنے کی کوشش کرے۔

2— کسی بھی میدان میں تمیز کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وقت ضرورت اس میدان میں ان سے کام لیا جائے۔

3—داعی کو اپنے ساتھیوں اور شاگردوں کی صلاحیات پر نظر رکھنی چاہئے اور وقت ضرورت اس پر ان کو ابھارنا بھی چاہئے۔

خامساً. دعوت کے اسلوب۔

یہ اسلوب دو قسم کے ہیں ۔ 1-- ثابت ومقرر اسلوب۔

2—عام اسلوب

ثابت اسلوب سے مراد یہ ہے کہ اولا ان کا اسلعب دعوت ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے، اور ثانیا وہ ہر زمانے اور ہر جگہ کے لئے مناسب ہیں ۔

مستقل وثابت اسلوب چار ہیں

2- حکمت۔ 2- موعظہ حسنہ۔

3- بحث ومباحثہ۔ 4- قدوہ حسنہ

1-- حکمت۔

قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " فُرِجَ سَقْفِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَفَرَجَ صَدْرِي ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ، مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا، فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي ثُمَّ أَطْبَقَهُ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي فَعَرَجَ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا: افْتَحْ قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ ".

صحيح البخاري:1636، صحيح مسلم:163

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں مکہ میں تھا کہ میرے گھر کی چھت پھٹی جس سے حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے، میرے سینے کو چاک کیا پھر زمزم کے پانی سے اسےدھویا، پھر سونے کی ایک طشت لائے جو حکمت وایمان سے بھری ہوئی تھی ، اسے میرے سینے میں انڈیل دیا .، پھر اسے بند کردیا۔ اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑا اور آسمان کی طرف اوپر چڑھ گئے، حضرت جبریل نے آسمان کے داروغے سے کہا : دروازہ کھولو، اس نے پوچھا: کون ہو؟ جواب دیا: میں جبریل ہوں"۔

فوائد۔

1—دعوت کے میدان میں حکمت کی اہمیت ، کہ اللہ کے رسولﷺ کے سینے میں اسے بھر دیا گیا۔

2—حکمت کی اہمیت کہ حضرت جبریل اسے اللہ کی طرف سے سونے کی طشت میں لیکر آئے ۔

3—ایمان کے ساتھ حکمت کو اللہ کے رسولﷺ کے سینے میں بھرنے کا معنی یہ ہے کہ ایمان کے لئے خواہ دعوۃ ہو یا عملا حکمت ضروری ہے۔

4—حکمت کا اصل مصدر اللہ تبارک وتعالی ہے ، یعنی شریعت کی نظر میں جو حکمت ہے اسے ہی حکمت کہا جائے گا، نہ کہ لوگوں کی سوچ و فکر۔

5-- ہر کام کو بالکل ٹھیک ٹھیک اور صحیح طریقے پر انجام دینے کا نام حکمت ہے ، اس طرح کہ ہر چیز کو اس کے مناسب مقام پر رکھا جائے ۔ گویا کہ ایک داعی کو حکمت سے دعوت دینے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے قول وعمل میں درستگی اور حق کو پہنچے ۔

صاحب کتاب " الحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ " نے حکمت کے ضمن میں درج ذیل امور کو حکمت میں شمار کیا ہے ، دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ داعی کو اپنی دعوت میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا حکمت کہلاتا ہے :

11. عقلی اور اٹل حقیقتوں پر مبنی دلائل سے دعوت دینا ، جیسے اللہ کےخالق ومالک ہونے ، مستحق عبادت ہونے اور رسول کی رسالت کا عقلی ثبوت دیا جائے ، غیر اللہ کی عبادت کا بطلان بیان کیا جائے۔
12. بالمقابل سے استدلال ، یا یہ کہ حقوباطل کاتقابلی پہلو مدعو کے سامنے رکھا جائے۔
13. مشہور وتسلیم شدہ امور کا استعمال ۔
14. بہترین نمونہ پیش کرنا ۔
15. علانیہ نہیں ، بلکہ اکیلے میں نصیحت کرنا ۔
16. صراحت کے بجائے صرف اشارہ اور کنایہ سے کام لینا ۔
17. نرمی کی جگہ نرمی کا استعمال
18. سختی کی جگہ سختی کااستعمال
19. خطاب میں لوگوں کے مبلغ علم اور ان کے عقل وفہم کے معیار کا لحاظ ۔
20. حالات وظروف اور ماحول کا لحاظ ، مناسب انداز و اسلوب کا استعمال ۔

11- تدرج یعنی اہم امور کی طرف دعوت پہلے پھر اس کے بعد اس سے ہلکی چیز [مرحلہ وار دعوت]

ذیل دعوت میں حکمت نبوی کے بعض مثالیں پیش کرتے ہیں۔

ا۔۔۔تقابل کے ذریعے۔

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِي يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِي لَا يَذْكُرُ رَبَّهُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ .

صحیح البخاري:6407. مسلم : **779**

"حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے فرمایا: اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو نہیں یاد کرتا زندے اور مردے کی ہے"۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى البِرِّ، وَإِنَّ البِرَّ يَهْدِي إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يَكُونَ صِدِّيقًا. وَإِنَّ الكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الفُجُورِ، وَإِنَّ الفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا»

صحيح البخاري:6094، صحيح مسلم:2607

"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبیﷺ نے ارشاد فرمایا: بلا شبہہ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اورنیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ (اللہ کے نزدیک) صدیق کا مقام حاصل کر لیتا ہے ، اور(اس کے برخلاف) بلا شبہہ جھوٹ برائی کا راستہ دکھاتی ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالی کے یہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے"۔

فوائد۔

1ـــدعوت میں حکمت کا تقاضا ہے کہ کسی بات کی اہمیت کودل میں راسخ کرنے کے لئے اس کے بالمقابل چیز کو ذکر کیا جائے ۔

2ــ داعی کی فضیلت کہ وہ لوگوں کو حقیقی زندگی کے طریقے سکھلاتا ہے۔

3ـــحقیقی زندگی دین کی پابندی ہے اور دین سے دوری موت ہے ۔

ليس مَن مات فاستراح بِميّتٍ   إنما المَيْتُ مَيّتُ الأحياءِ

إنما المَيْتُ مَن يعيشُ كئيبا   كاسفا بالُهُ، قليلَ الرّجاءِ

4ـــسچ اور جھوٹ کا تقابل کہ ایک نیکی کا راستہ اور دوسرا برائی کا راستہ ، پھر دونوں کا نتیجہ بھی ایک داسرے کے برعکس۔

إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (13) وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ (14)الإنفطار

5ـــنیکی کی برکت کہ وہ دوسری نیکی کا سبب بنتی ہے۔

6ـــایک برائی دوسری کا راستہ کھولتی ہے۔

7ـــدعاۃ کو ترغیب کہ وہ اپنے قول عمل میں سچائی کو لازم پکڑیں اور جھوٹ سے دور رہیں۔

2-- <u>مشہور اور مسلم امور سے استدلال :</u>

عَنْ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ أَنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا فَقَالَ أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَ مِثْلَهُ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ .

صحيح البخاري :2586 . صحيح مسلم :1623

و في رواية مسلم : أليس تريد منهم البر مثل ما تريد من ذا ؟) قال بلى . صحيح مسلم:1623

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد انہیں لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام تحفے میں دیا ہے ،(میں چاہتا ہوں کہ آپ اس پر گواہ بن جائیں)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے اپنے سب بچوں کو اسی کے مثل تحفہ دیا ہے ؟ میرے والد نے جواب دیا: نہیں ، تو آپ ﷺ نے فرمایا:(یہ ظلم ہے اور میں ظلم پر گواہ نہیں بنتا، لہذا) اسے واپس لے لو۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ کیا تم ان سبھوں سے اسی طرح نیک سلوک نہیں چاہتے جس طرح اس سے چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو میں اس پر گواہ نہیں بنتا"۔

فوائد۔

1-- دعوت میں حکمت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ مدعو کو دو (اچھائی و برائی، عدل اور ظلم) چیزوں کا تقابل کرکے سمجھائے۔

2-- داعی کے لئے اپنی دعوت میں حکمت کا تقاضا ہے کہ اپنے مدعووین میں فرق نہ کرے ، الا یہ کہ کوئی شرعی اور معقول وجہ ہو۔

عن عمرو بن العاص قال كان رسول الله يقبل بوجهه وحديثه على أشر القوم يتألفهم بذلك فكان يقبل بوجهه وحديثه علي حتى ظننت اني خير القوم فقلت يا رسول الله [أنا خير او ابو بكر فقال أبو بكر فقلت يا رسول الله أنا خير ام عمر فقال عمر فقلت يا رسول الله انا خير ام عثمان فقال عثمان فلما سألت رسول الله فصدقني فلوددت اني لم اكن سألته۔

الشمائل المحمدية{ مختصره:295،ص:181} الطبرانی{ المجمع 15/9}۔

3—والد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کے درمیاں لین دین میں انصاف سے کام لے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رجلاً أتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله، ولد لي غلامٌ أسودُ. فقال: (هل لك من إبل)؟ قال: نعم. قال: (ما ألوانها)؟ قال: حمرٌ. قال: (هل فيها من أورق)؟ قال: نعم، قال: (فأنى ذلك). قال: لعله نزعة عرق. قال: (فلعل ابنك هذا نزعة).

صحيح البخاري: 5305، صحيح مسلم :1500

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمت نبیﷺ میں حاضر ہوتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے اللہ کے رسول ! میرے گھر ایک کالے بچے کی پیدائش ہوئی ہے ، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس اپنےکچھ اونٹ بھی ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، آپﷺ نے سوال کیا :ان کے رنگ کیسے ہیں؟ اس نے جواب دیا: سرخ رنگ، آپﷺ نے سوال کیا کیا ان میں کوئی بھورے رنگ کا اونٹ بھی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، آپﷺ نے فرمایا: وہ ان میں کہاں سے آگیا؟ اس نے جواب دیا: وہ کسی رگ کا کھنچاؤ ہے، آپﷺ نے فرمایا: شاید تیرا بیٹا بھی کسی رگ کے کھنچاؤ سے ہو"۔

فوائد۔

1۔۔۔داعی کے لئے ضروری کہ وہ عام معلومات پر بھی توجہ دے ، تاکہ اس سے دعوت کے کام میں مدد لے سکے۔

2۔۔۔مدعو کو ذہن نشین کرانے کے لئے بعض مسلمات کا ذکر عین حکمت ہے اور مدعو کو اس سے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

3-- حکمت سےدعوت الی اللہ کا تقاضا ہے کہ مدعو کے شبہات کو دور کیا جائے اور مسلمات اور متقابل چیزوں کو ذکر کر کے اسے قائل کرایا جائے۔

4۔۔۔مشاہدات سے مثال دینا اور مدعو کے سامنے کسی چیز کو مثالوں سے بیان کرنا دعوت کی قبولیت کا سبب بنتا ہے۔

نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی ۔

نرمی :-

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللَّهُ. فَرَمَانِى الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَاثُكْلَ أُمِّيَاهْ مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَىَّ. فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِى لَكِنِّى سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– فَبِأَبِى هُوَ وَأُمِّى مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلاَ بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ»

صحیح مسلم:537

"حضرت معاویہ بن حکم السلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس درمیان کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آگئی تو میں نے کہا: **يَرْحَمُكَ اللَّهُ"** اللہ تجھ پر رحمت کرے، اس پر لوگوں نےاپنی آنکھوں سے مجھے گھورنا شروع کردیا،میں نے کہا: افسوس میری ماں کا مجھے گم کرنا، تم لوگوں کو کیا ہوگیا کہ تم اس طرح ہمیں گھور رہے ہو؟ پھر تو وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنا شروع کردئے، جب میں نے دیکھا کہ لوگ مجھے خاموش کر رہے ہیں تو میں خاموش ہوگیا، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے – میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں ، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر معلم نہیں دیکھا—اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے ڈانٹا، نہ مجھے مارا اور نہ برا بھلا کہا، بلکہ آپﷺ نے فرمایا: یہ نماز ہے اس میں کسی قسم کی گفتگو روا نہیں ہے، یہ تو بس تسبیح و تکبیر اور تلاوت قرآن پر مشتمل ہے" ، الحدیث۔

عن أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ .

صحيح البخاري:220، سنن ابي داود:380، سنن الترمذي:147

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی مسجد میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شروع کردیا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اس کی طرف بڑھے کہ اسے منع کریں ، لیکن آپﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اور اس کے پیشاب پر ایک ڈول پانی بہا دو، یاد رکھو! تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو اور تمہیں سختی کرنے بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے"۔

فوائد۔

1-- دعوت کے میدان میں حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ سختی سے قبل نرمی سے کام لیا جائے۔

2—جو لوگ ابھی نئے نئے دعوت کو قبول کئے ہیں ، یا جو لوگ انجان ہیں ان کے بارے میں حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔

3-- داعی کی اولیں صفت نرمی کرنے والا ہونی چاہئے۔ **فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ"**

4—بہتر یہ کہ مدعو کی غلطی کی تلافی داعی اپنے ہاتھ سے کرے۔

5-- صحابہ رضوان اللہ علیہم کی خوبی کہ وہ جو دین کی بات سیکھ لیتے تھے اس پر عمل کی کوشش کرتے تھے۔

سختی :

عَنْ أَبِى مَسْعُودٍ الأَنْصَارِىِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم– فَقَالَ إِنِّى لأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلاَنٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا. فَمَا رَأَيْتُ النَّبِىَّ –صلى الله عليه وسلم– غَضِبَ فِى مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ « يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَرَائِهِ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ ».

صحيح البخاري:670 . صحيح مسلم:466

بسم اللہ الرحمان الرحیم

التطبيقات الدعوية (دعوتی مشقیں)

"التطبیق" تطبیق کا معنی ہے عملی جامہ پہنانا، پورا کرنا ، مکمل فیصلہ کرنا وغیرہ، اسی طرح اس کا ایک معنی ہوتا ہے ایک چیز کا دوسری چیز کے مطابق کرنا ، یا مطابق بنانا۔

اصطلاحا تطبیق یہ ہے کہ مسائل کو کسی علمی یا قانونی قاعدے کے تابع بنایا جائے۔

"الدعوۃ" اللہ تعالی کے پیغام کو اس کے بندوں تک شرعی اصول وقوانین کی بنیاد پر پہنچانا۔

"التطبیقات الدعویۃ" یعنی دعوتی مشاقی کا معنی یہ ہے کہ علمی اورعملی طور پر دعاۃ کو تیارکرنے کے لئے دعوت سے متعلقہ امور کا استنباط نصوص شرعیہ سے کرنے کی کوشش کرنا اور خارضی زندگی میں اس پر عمل کی مشق کرنا۔
یہ استنباط نظری بھی ہوتا ہے ، عملی بھی ہوتا ہے اور عصر حاضر میں ٹکنالوجی سے بھی ہوتا ہے۔

اس مناسبت سے یہاں چند باتیں ہیں۔

أولاً: یہ اسلوب نیا ہے ، البتہ اس کی اصل شریعت میں پائی جاتی ہے، چناچہ نبیﷺ نے بسا اوقات اپنی بات قولاً اور بسا اوقات عملاً پیش کرکے صحابہ کو دکھایا ہے۔

قولاً کی مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ المَسْجِدَ، فَدَخَلَ رَجُلٌ، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صلّى الله عليه وسلم فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ السَّلاَمَ، فَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ»، فَصَلَّى، ثُمَّ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: «ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ» ثَلاَثًا، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالحَقِّ، فَمَا أُحْسِنُ غَيْرَهُ، فَعَلِّمْنِي، قَالَ: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ القُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتَّى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ افْعَلْ ذَلِكَ فِي صَلاَتِكَ كُلِّهَا»

صحيح البخاري:793، صحيح مسلم:397

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار نبی کریمﷺ مسجد میں داخل ہوئے اور(آپ کے پیچھے) ایک اورشخص بھی داخل ہوا اور اس نے نماز پڑھی، پھر آکر نبی ﷺ سے سلام کیا ، آپﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا:جاؤ نماز پرھو اس

لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی، چنانچہ وہ گیا ،دوبارہ ویسے ہی نماز پڑھی جیسے پہلی بار پڑھا تھا ، پھر آکر نبیﷺ سے سلام کیا ، آپﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: جاؤ(دوبارہ) نماز پڑھو اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ پھراسی طرح تین دفعہ ہوا، (تیسری دفعہ کے بعد) اس نے کہا : اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے ! میں اس سے بہتر طریقے سے نماز ادا نہیں کرسکتا، لہذا آپ ہمیں (نماز کا طریقہ) سکھا دیں، آپﷺ نے فرمایا:جب نماز کے ارادے سے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر جو کچھ قرآن میسر ہو اس سے پڑھو ، پھر رکوع کرو اور اطمینان سے رکوع کرو،پھر رکوع سے اٹھو اور سیدھے کھڑے ہوجاؤ،پھر سجدہ کرو اور اطمینان سے سجدہ کرو،پھر سجدے سے سر اٹھاؤ اور اطمینان سے بیٹھ جاؤ،پھر سجدہ کرو اور اطمینان سے سجدہ کرو،پھر اسی طرح اپنی پوری نماز میں کرو"۔

عملاً کی مثال۔

أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ، أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدْ امْتَرَوْا فِي المِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلاَنَةَ – امْرَأَةٍ مِنَ الأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلٌ – «مُرِي غُلاَمَكِ النَّجَّارَ، أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا، أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ» فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَا هُنَا، ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ القَهْقَرَى، فَسَجَدَ فِي أَصْلِ المِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: «أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلاَتِي» صحيح البخاري:917، صحيح مسلم:544

"ابو حازم (سلمۃ بن دینار) رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جنہیں اس بارے میں شک لاحق ہوا کہ (رسول اللہ ﷺ کا) منبر کس لکڑی سے تیار ہوا تھا ،چنانچہ ان لوگوں نے اس بابت پوچھا تو حضرت سہل نے فرمایا: اللہ کی قسم مجھے خوب معلوم ہے کہ وہ کس لکڑی کا تھا اور میں نے اس کو اس دن بھی دیکھا تھا جب پہلے دن تیار کر کے رکھا گیا ۔ اصل واقعہ یہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فلاں انصاریہ عورت کی طرف پیغام بھیجا ،اس عورت کا نام حضرت سہل نے لیا تھا(لیکن راوی کو بھول گیا) کہ تم اپنے بڑھئی غلام سے کہو کہ میرے لئے لکڑیوں کا(ایک منبر) بنادے جس پر میں لوگوں سے گفتگو کرتے وقت بیٹھا کروں ، چنانچہ اس عورت نے اپنے غلام کو اس کاحکم دیا تو اس نے جنگل کے جھاؤ کی لکڑی سے منبر تیار کر کے انہیں(انصاریہ عورت کو) لا کر دے دیا، اس نے اس کو عسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا، آپﷺ نے حکم دیا اور اسے اس جگہ رکھ دیا گیا، پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہﷺ نے اس پر نماز پڑھی ، تکبیر اسی پر کی ، پھر رکوع بھی اسی پر کیا ، پھر الٹے پاؤں نیچے آئے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا ، پھر منبر پر واپس ہوگئے، پھر جب نماز سے فارغ ہوگئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:لوگو! میں نے یہ سب کچھ اس لئے کیا ہے کہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز کا طریقہ سیکھ لو۔"

ثانیاً: علوم دعوت

ا: علم دعوت کی تعریف۔

ان اصول وقواعد کا نام ہے جن کے ذریعے لوگوں تک اسلام کی تبلیغ اور دین پر ان کی تعلیم وتربیت کی جا سکے۔ (المدخل الی علم اصول الدعوہ ص:19)

ب: دعوت کے ارکان تین ہیں:

1- داعی۔ 2- مدعو۔ 3- دعوت کا موضوع۔

ج: علوم الدعوہ:

اہل علم نے اس میں متعدد چیزوں کو رکھا ہے ، ہم ان میں سے چند مشہوراور اھم امور کو رکھتے ہیں:

1- داعی، 2- مدعو، 3- دعوت کے اسالیب، 4- دعوت کے وسائل ، 5- دعوت کا موضوع، 6- دعوت کا مقصد۔ 7- مصدر دعوت

ثالثاً: احادیث نبویہ سے تطبیق :

مثال (1):

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَاءَتْنِي بَرِيرَةُ فَقَالَتْ: كَاتَبْتُ أَهْلِي عَلَى تِسْعِ أَوَاقٍ، فِي كُلِّ عَامٍ وَقِيَّةٌ، فَأَعِينِينِي، فَقُلْتُ: إِنْ أَحَبَّ أَهْلُكِ أَنْ أَعُدَّهَا لَهُمْ، وَيَكُونَ وَلاَؤُكِ لِي فَعَلْتُ، فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ إِلَى أَهْلِهَا، فَقَالَتْ لَهُمْ فَأَبَوْا ذَلِكَ عَلَيْهَا، فَجَاءَتْ مِنْ عِنْدِهِمْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَقَالَتْ: إِنِّي قَدْ عَرَضْتُ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا إِلَّا أَنْ يَكُونَ الوَلاَءُ لَهُمْ، فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَتْ عَائِشَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «خُذِيهَا وَاشْتَرِطِي لَهُمُ الوَلاَءَ، فَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»، فَفَعَلَتْ عَائِشَةُ، ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ، فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: «أَمَّا بَعْدُ، مَا بَالُ رِجَالٍ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَرْطٍ لَيْسَ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَهُوَ بَاطِلٌ، وَإِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ، قَضَاءُ اللَّهِ أَحَقُّ، وَشَرْطُ اللَّهِ أَوْثَقُ، وَإِنَّمَا الوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ»

صحيح البخاري:2168، صحيح مسلم:1504

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس بریرہ آئیں اور کہا کہ میں نے اپنے مالکوں سے نو اوقیہ پر مکاتبت کرلی ہے ، اس طرح کہ ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا ہے، لہذا آپ میری مدد کریں، مائی عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے ان سے کہا: اگر تیرے مالک پسند کریں تو میں یہ کرتی ہوں کہ یہ رقم ایک مشت انہیں دے دوں ، لیکن تیرا حق ولاء مجھے حاصل رہےگا ، حضرت بریرہ اپنے مالکوں کے پاس گئیں اور ان سے اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے انکار کیا ، جب بریرہ ان کے پاس سے واپس آئیں تو رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے ، وہ عرض کرنے لگیں کہ میں نے یہ بات ان کے سامنے رکھی تو

انہوں نے انکار کیا اور اس پر اڑے ہیں کہ حق ولاء انہیں کو حاصل رہے گا، نبی کریمﷺ نے یہ بات سنی اور مائی عائشہ نے بھی آپﷺ کو اس کی پوری خبر دی ، تو آپﷺ نے فرمایا: اسے خرید لو اور ان کی شرط بھی مان لو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ حق ولاء آزاد کرنے والے ہی کاہوتاہے،چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا کیا (یعنی بریرہ کو خرید کر آزاد کردیا)، پھر آپﷺ (خطاب فرمانے کے لئے) لوگوں میں کھڑے ہوئے - آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی ، پھر فرمایا: اما بعد! لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہے ؟ خبردار! جو شرط اللہ کی کتاب میں نہیں ہے وہ باطل ہے خواہ وہ سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں ، اللہ کا فیصلہ بر حق ہے ، اللہ کی شرط زیادہ قوی ہے ، یا رہے کہ "ولاء" اسی کا حق ہوتا ہے جو آزاد کرتا ہے-"

مشق:

داعی- اصل داعی اللہ تبارک وتعالی ہے ، لیکن زبان رسول اللہ ﷺ کی ہے-

مدعو: وہ انصار جنہوں نے "ولاء" کا حق اپنے پاس رکھنا چاہا تھا، اور ان کے بعد پوری امت محمدیہ-

اسلوب: حکمت (صراحت کے بجائے صرف اشارہ اور کنایہ سے کام لینا)-

وسیلہ: خطبہ-

موضوع: شریعت کے خلاف جو شرط ہوگی وہ باطل تصور کی جائے گی- نیز اس کا موضوع "حق ولاء " بھی ہوسکتا ہے، کہ یہ حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہے-

مقصد یا ہدف: اصلاح ، ایک غلط نظریے کی تردید-

مصدرِ دعوت: حدیث نبوی-

دوسري مثال:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ رَأَى مُنْكَرًا فَاسْتَطَاعَ أَنْ يُغَيِّرَهُ بِيَدِهِ فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ بِلِسَانِهِ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ "

صحيح مسلم:49، سنن ابي داود:4340، سنن النسائي:5008

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: جو شخص کسی منکر(غیر شرعی کام) کو دیکھے اور اسے اپنے ہاتھ سے بدل سکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے اس کو بدل دے، اگر ہاتھ سے نہ بدل سکے تو زبان سے بدلے

(روکے)اور اور اگر زبان سے (بھی) نہیں بدل سکتا تو اپنے دل سے(برا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے"۔

مشق:

داعی: اصل داعی اللہ تبارک وتعالی ہے ، لیکن زبان رسول اللہ ﷺکی ہے۔

مدعو: "من" یعنی تمام جن وانس ، کیونکہ یہ لفظ عموم پر دلالت کرتا ہے۔

اسلوب: حکمت (تعلیمی)

وسیلہ: مخاطب کرنا۔

موضوع: امر بامعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب بیان کرنا۔

مقصد یا ہدف: انکار منکر کے درجات کا بیان اور وضاحت۔

مصدرِ دعوت: حدیث نبوی۔

تیسری مثال:

عن حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ، أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ: كُلُّ عُتُلٍّ، جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ ".

صحيح البخاري:4918، صحيح مسلم:2853

"حضرت حارثہ بن وہب الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریمﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ کیا میں تمہیں جنت والے نہ بتاؤں؟ ہر ضعیف ،جو ضعیف ولاچار تصور کیاتا ہے ،(لیکن حقیقت میں وی ایسا ہوتا ہے کہ)اگر اللہ کے نام کی قسم کھا لے تو اللہ اسے پوری کردے، (پھر آگے فرمایا) کیا میں تمہیں جہنم والے نہ بتاؤں؟ ہر اجڈ، زرپرست اور متکبر"۔

مشق:

داعی: رسول اللہ ﷺ

مدعو: حاضرصحابہ اور ان کے ذریعےپوری امت محمد۔

اسلوب: موعظہ حسنہ (اسلوب ترغیب وترھیب)

وسیلہ: خطاب مباشر

موضوع: اہل جنت و اہل جہنم کی صفات

مقصد: اخلاص اور صاف دلی کی اہمیت اور کبر وغرور کی مذمت بیان کرنا۔

مصدر: حدیث نبوی

چوتھي مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ أُهْدِيَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اجْمَعُوا إِلَيَّ مَنْ كَانَ هَا هُنَا مِنْ يَهُودَ» فَجُمِعُوا لَهُ، فَقَالَ: «إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ، فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْهُ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ، قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَبُوكُمْ؟»، قَالُوا: فُلاَنٌ، فَقَالَ: «كَذَبْتُمْ، بَلْ أَبُوكُمْ فُلاَنٌ»، قَالُوا: صَدَقْتَ، قَالَ: «فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُ عَنْهُ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا القَاسِمِ، وَإِنْ كَذَبْنَا عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا، فَقَالَ لَهُمْ: «مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟»، قَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «اخْسَئُوا فِيهَا، وَاللَّهِ لاَ نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا»، ثُمَّ قَالَ: «هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟»، فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا القَاسِمِ، قَالَ: «هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟»، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: «مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ؟»، قَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ

صحيح البخاري:3169، مسند أحمد:9827

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے نبیﷺ کو ایک (بھونی ہوئی)بکری تحفہ بھیجی ، جس میں زہر ملا ہوا تھا ۔ نبیﷺ نے فرمایا:یہاں جتنے یہودی موجود ہیں سب کو میرے پاس جمع کرو، چنانچہ سب جمع کر دئے گئے تو آپﷺ نے فرمایا: میں تم سے ایک بات پوچھنے والا ہوں کیا تم لوگ اس بارے میں سچ سچ بتلاؤ گے؟ یہود نے جواب دیا: جی ہاں ، آپﷺ نے ان سے پوچھا: تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: فلاں، نبیﷺ نے فرمایا: تم جھوٹ بول رہے ہو ، بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے، یہود نے کہا: آپ سچ کہہ رہے ہیں ۔ آپﷺ نے پھر فرمایا: میں تم سے کسی چیز کے سوال کرتا ہوں کیا تم لوگ سچ بولوگے؟ یہود نے کہا: اے ابو القاسم ! ہم یقینا سچ بولیں گے ، کیونکہ اگر ہم نے جھوٹ بولا تو آپ ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیں گے جس طرح کہ آپ نے ہمارے باپ کے بارے میں جواب سے متعلق جھوٹ کو پکڑ لیا، آپﷺ نے پوچھا : جہنمی کون ہے؟ یہود نے جواب دیا: ہم تھوڑا وقت(چند دن) اس میں رہیں گے پھر اس میں تم لوگ ہمارے جاں نشین بنوگے، آپﷺ نے فرمایا: (تم جھوٹ بول رہے) تم ہی اس میں ذلیل خوار ہو کر رہوگے ۔ اللہ کی قسم ! ہم کبھی بھی اس میں تمہارے جاں نشین نہیں بنیں گے، پھر آپﷺ نے فرمایا: میں تم سے (کوئی اور) سوال پوچھوں تو کیا تم میرے سامنے سچ بولوگے؟ انہوں نے جواب دیا: ہاں ابو القاسم ! آپﷺ نے سوال کرتے ہوئے ان سے کہا: کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ انہوں نے کہا:

ہاں، آپ نے پوچھا: ایسا کرنے پر تمہیں کس چیز نے آمادہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا: ہمارا خیال یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے نبی ہیں تو آپ سے ہم کو نجات مل جائے گی، اور اگر آپ حقیقت میں نبی ہیں تو آپ کو کچھ نقصان نہیں پہنچے گا"۔

مشق:

داعی: رسول اللہ ﷺ۔

داعی کی صفات: حسن خلق (عفو ودر گزر)

مدعو: یہود خیبر۔

اسلوب: بحث ومجادلہ۔

وسیلہ: براہِ راست خطاب۔

موضوع: نبیﷺ کو زہر دیے جانے کا واقعہ

مقصد وہدف: اثبات یہود اور مشرکین کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے لیکن ہشیاری سے۔

پانچویں مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ امْرَأَتِي وَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْوَدَ، وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟»، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَمَا أَلْوَانُهَا؟»، قَالَ: حُمْرٌ، قَالَ: «هَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقَ؟»، قَالَ: إِنَّ فِيهَا لَوُرْقًا، قَالَ: «فَأَنَّى تُرَى ذَلِكَ جَاءَهَا»، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، عِرْقٌ نَزَعَهَا، قَالَ: «وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ»، وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الِانْتِفَاءِ مِنْهُ.

صحيح البخاري:7314،صحيح مسلم:1500

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی نے سیاہ رنگ کے بچے کو جنم دیا ہے ، رسول اللہﷺ نے اس کہا: کیا تمہارے اپنے اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: جی ہاں ! آپ ﷺ نے سوال کیا : ان کا رنگ کیا ہیں ؟ اس نے جواب دیا: سرخ رنگ کے ہیں ، آپﷺ نے پوچھا: کیا ان میں کوئی خاکستری رنگ کا اونٹ بھی ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، ان خاکستری رنگ کا اونٹ بھی ہے، آپﷺ نے سوال فرمایا: تم کیا سمجھتے ہو کہ وہ کہاں سے آگیا؟ اس نے جواب دیا : کسی رگ نےکھینچ لیا ہے(ننہیال یا ددھیال کی طرف کی طرف سے کسی رگ کا کھنچاؤ ہوگا)، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ممکن ہے کہ اس بچے نے بھی کسی رگ کو کھینچ لیا ہو، آپﷺ نے اسے بچے کے انکار کی اجازت نہیں دی"۔

مشق:

داعی: رسول اللہﷺ۔
مدعو: اعرابی۔
اسلوب الدعوہ: اچھے انداز سے بحث ومباحثہ
وسائل: خطاب مباشر
موضوع: جس کا بستر اس کابچہ۔
مقصد: مسلمانوں کے بارے میں سوء ظن سے پرہیز۔ یا – شک کی بنیاد پر بچے کا انکار جائز نہیں ہے۔

چھٹي مثال:

صلح حدیبیہ کے بارے میں وارد ایک لمبی حدیث میں ہے: **قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا»، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَتُحِبُّ ذَلِكَ، اخْرُجْ ثُمَّ لاَ تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا، فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا. الحديث**

صحيح البخاري:2721،مسند أحمد 251/31

"اللہ کے رسولﷺ نے اپنے صحابہ سےفرمایا: اٹھو ، ہدی کا جانور ذبح کرو اور بال چھلا لو، راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم!آپ کا یہ فرمان سنکر کوئی بھی نہیں اٹھا، حتی کہ آپﷺ نے تین بار یہی کہا، جب کوئی آدمی بھی آپ کی بات پر بال چھلانے کے لئے تیار نہیں ہوا تو آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خیمے میں داخل ہوئے اور وہ واقعہ بیان کیا جو لوگوں سے پیش آیا، حضرت ام سلمہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ چاہتے ہیں (کہ لوگ یہ کام کریں تو) آپ جائیے ، کسی سے کوئی ایک بات بھی نہ کیجئے حتی کہ آپ اپنے ہدی کا جانور ذبح کردیں اور سر مونڈنے والے کو بلا کر سر منڈا دیں، چنانچہ نبیﷺ باہر تشریف لائے ، کسی سےایک بات بھی نہ کی حتی کہ آپ اپنے تمام کام کرلئے، آپ نے اپنی ہدی کا جانور ذبح کیا اور حجام کو بلا کر اپنا سر چھلا دیا، پھر جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سب بھی اٹھے ،انہوں نے بھی اپنے ہدی کے جانور ذبح کئے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے، غم کی وجہ سے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ایک دوسرے کو قتل نہ کردیں"۔

مشق:

داعی: رسول اللہ ﷺ
مدعو: صلح حدیبیہ میں حاضر صحابہ جو حالت احرام میں تھے
اسلوب الدعوہ: قدوہ حسنہ
وسائل: عام مجمع میں عمل کرکے دکھانا۔
موضوع: احرام سے حلت ۔ یا- عملا دعوت کی اہمیت۔

مقصد: وحی آسمانی کے سامنے سر تسلیم خم کردینا۔

ساتویں مثال:

صلح حدیبیہ کے بارے میں وارد ایک لمبی حدیث میں ہے: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَصْحَابِهِ: «قُومُوا فَانْحَرُوا ثُمَّ احْلِقُوا»، قَالَ: فَوَاللَّهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتَّى قَالَ ذَلِكَ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ أَحَدٌ دَخَلَ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَذَكَرَ لَهَا مَا لَقِيَ مِنَ النَّاسِ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، أَتُحِبُّ ذَلِكَ، اخْرُجْ ثُمَّ لاَ تُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ كَلِمَةً، حَتَّى تَنْحَرَ بُدْنَكَ، وَتَدْعُوَ حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ، فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ أَحَدًا مِنْهُمْ حَتَّى فَعَلَ ذَلِكَ نَحَرَ بُدْنَهُ، وَدَعَا حَالِقَهُ فَحَلَقَهُ، فَلَمَّا رَأَوْا ذَلِكَ قَامُوا، فَنَحَرُوا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتَّى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا. الحديث

صحيح البخاري:2721،مسند أحمد 251/31

"اللہ کے رسولﷺ نے اپنے صحابہ سےفرمایا: اٹھو ، ہدی کا جانور ذبح کرو اور بال چھلا لو، راوی کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم!آپ کا یہ فرمان سنکر کوئی بھی نہیں اٹھا، حتی کہ آپﷺ نے تین بار یہی کہا، جب کوئی آدمی بھی آپ کی بات پر بال چھلانے کے لئے تیار نہیں ہوا تو آپ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس خیمے میں داخل ہوئے اور وہ واقعہ بیان کیا جو لوگوں سے پیش آیا، حضرت ام سلمہ نے کہا: اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ چاہتے ہیں (کہ لوگ یہ کام کریں تو) آپ جائیے ، کسی سے کوئی ایک بات بھی نہ کیجئے حتی کہ آپ اپنے ہدی کا جانور ذبح کردیں اور سر مونڈنے والے کو بلا کر سر منڈا دیں، چنانچہ نبیﷺ باہر تشریف لائے ، کسی سےایک بات بھی نہ کی حتی کہ آپ اپنے تمام کام کرلئے، آپ نے اپنی ہدی کا جانور ذبح کیا اور حجام کو بلا کر اپنا سر چھلا دیا، پھر جب لوگوں نے دیکھا تو وہ سب بھی اٹھے ،انہوں نے بھی اپنے ہدی کے جانور ذبح کئے اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے لگے، غم کی وجہ سے خطرہ پیدا ہوا کہ کہیں ایک دوسرے کو قتل نہ کردیں"۔

مشق:

داعی: رسول اللہ ﷺ
مدعو: صلح حدیبیہ میں حاضر صحابہ جو حالت احرام میں تھے
اسلوب الدعوہ: خطاب اور قدوہ حسنہ
وسائل: عام مجمع میں عمل کرکے دکھانا۔
موضوع: احرام سے حلت ۔ یا- عملا دعوت کی اہمیت۔
مقصد: وحی آسمانی کے سامنے سر تسلیم خم کردینا۔

آٹھویں مثال:

عَنِ عَمْرِو بْنَ عَوْفٍ الأَنْصَارِيّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الجَرَّاحِ إِلَى البَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ أَهْلَ البَحْرَيْنِ، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمُ العَلاَءَ بْنَ الحَضْرَمِيِّ، فَقَدِمَ أَبُو عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِنَ البَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الأَنْصَارُ بِقُدُومِ أَبِي عُبَيْدَةَ، فَوَافَتْ صَلاَةَ الصُّبْحِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا صَلَّى بِهِمُ الفَجْرَ انْصَرَفَ، فَتَعَرَّضُوا لَهُ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ رَآهُمْ، وَقَالَ: «أَظُنُّكُمْ قَدْ سَمِعْتُمْ أَنَّ أَبَا

عُبَيْدَةَ قَدْ جَاءَ بِشَيْءٍ؟»، قَالُوا: أَجَلْ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «فَأَبْشِرُوا وَأَمِّلُوا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَاللَّهِ لاَ الفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوهَا كَمَا تَنَافَسُوهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا أَهْلَكَتْهُمْ».

صحيح البخاري: 3158، صحيح مسلم:2961

"حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تا کہ وہاں کا جزیہ لے آئیں، ہوا یوں تھا کہ آپ ﷺ نے اہل بحرین سے صلح کر لی تھی اور حضرت علاء الحضرمی کو وہاں کا گورنر مقرر کیا تھا، الغرض حضرت ابو عبیدہ بحرین کا مال لے کر آئے ، جب انصار نے حضرت ابو عبیدہ کے آنے کی خبر سنی تو نماز فجر رسول اللہ کے ساتھ ادا کی ، جب آپ نماز پڑھا کر پلٹے تو لوگ آپ کے سامنے آئے ، آپﷺ نے انہیں دیکھا اور مسکراتے ہوتے ہوئے فرمایا: میں سمجھتا ہوں کہ تم نے سن لیا ہے کہ ابو عبیدہ کچھ مال لے کر آئے ہیں؟ انصار نے جواب دیا: ہاں! اے اللہ کے رسول ایسا ہی ہے، آپﷺ نے فرمایا: تو تم خوش ہوجاؤ اور خوشی کی امید رکھو، اللہ کی قسم ! مجھے تمہارے اوپر فقر وفاقہ کا ڈر نہیں ہے بلکہ مجھے تو اس بات کا ندیشہ ہے کہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کردی گئی تھی ، پھرتم لوگ اس میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرو گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں نے کیا تھا ،پھر وہ تمہیں بھی ہلاک کر دے گی جس طرح کہ پہلے لوگوں کی ہلاکت کا سبب بنی"۔

مشق:

داعی: رسول اللہﷺ

مدعو: انصار بلکہ تمام صحابہ

اسلوبِ دعوت: موعظہ حسنہ

وسیلہء دعوت: خطاب عام

موضوع: دنیا کی محبت پر تنبیہ

مقصد وہدف: زہد وتقوی اور اصلاح نفس

داعی کی صفات: حسن خلق اور زیرکی وسمجھداری

نویں مثال:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ، فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ، قَالَ: فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِي يَوْمٍ حَارٍّ، أَكْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْكِسَاءِ، وَمِنَّا مَنْ يَتَّقِي الشَّمْسَ بِيَدِهِ، قَالَ: فَسَقَطَ الصُّوَّامُ، وَقَامَ الْمُفْطِرُونَ، فَضَرَبُوا الْأَبْنِيَةَ وَسَقَوْا الرِّكَابَ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَهَبَ الْمُفْطِرُونَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ»

صحيح البخاري:2890، صحيح مسلم:1119 الفاظ صحیح مسلم کے ہیں

" حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک بار نبی کریمﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے ، ہم میں کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ لوگوں نے روزہ نہ رکھا تھا، ہم نے سخت گرمی کے دن میں ایک جگہ قیام کیا، ہم میں سب سے زیادہ سایے والا وہ تھا جو چادر رکھتا تھا اور ہم میں بعض ایسے بھی لوگ تھے جو اپنے ہاتھ سے سورج کی دھوپ سے بچاؤ کرتے تھے، پھر ہوا یہ کہ روزہ دار (کمزوری سے) گرگئے اور روزہ رکھنے والے اٹھے ، خیمے لگائے اور سواریوں کو پانی پلایا۔ اس موقعے پرآپﷺ نے فرمایا: آج افطار کرنے والے زیادہ اجر وثواب سمیٹ لئے"

مشق:

داعی: رسول اللہ ﷺ

مدعو: صحابہ کرام

اسلوب دعوت: موعظہ حسنہ

وسیلۃ الدعوہ: خطاب

موضوع: حالت سفر میں روزہ کی رخصت، اگر مشقت ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل

ایک موضوع یہ بھی ہوسکتا ہے : خدمت خلق کی اہمیت

مقصد وہدف: دین میں مشقت نہیں ہے

داعی کی صفات: باہمی تعاون

دسویں مثال:

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: رَأَى سَعْدٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ لَهُ فَضْلًا عَلَى مَنْ دُونَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ» **صحيح البخاري:2896،**

وفي رواية «إِنَّمَا يَنْصُرُ اللَّهُ هَذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا، بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ»

سنن النسائي:3178

"حضرت مصعب بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ (ان کے والد) سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے یہ تصور کیا کہ انہیں دوسرے صحابہ پر فضیلت وبرتری حاصل ہے،تو نبی کریمﷺ نے فرمایا: یاد رکھو! تمہاری جو مدد کی جاتی ہے اور تمہیں جو رزق مل رہا ہے وہ تمہارے کمزوروں کی وجہ سے ہے"۔
سنن نسائی کی روایت میں ہے:"اللہ تعالی اس امت کی مدد اس امت کے کمزور ونادار لوگوں کی وجہ سے کرتا ہے، ان کی دعا، ان کی نماز اور اور ان کے اخلاص کے عوض"۔

مشق:

داعی: رسول اللہ ﷺ

مدعو: حضرت سعد اور دیگر صحابہ

اسلوب الدعوہ: حکمت (کہ حضرت سعد کو نرمی سے سمجھایا) – یا: موعظہ حسنہ

موضوع الدعوہ: کمزور اور سیدھے سادے لوگوں کے ساتھ عنایت

وسیلۃ الدعوہ: خطاب

ہدف ومقصد: مظہرپر حکم نہیں لگانا چاہئے – یا: اللہ کے یہاں دنیا معیار نہیں ہے

داعی کی صفات: اصلاح میں نرمی کا استعمال۔

گیارویں مثال:

عن أَبي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: «نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الوِصَالِ فِي الصَّوْمِ» فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ المُسْلِمِينَ: إِنَّكَ تُوَاصِلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «وَأَيُّكُمْ مِثْلِي، إِنِّي أَبِيتُ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِينِ»، فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا عَنِ الوِصَالِ، وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا، ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوُا الهِلاَلَ، فَقَالَ: «لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ» كَالتَّنْكِيلِ لَهُمْ حِينَ أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوا.

صحيح البخاري:1965، صحيح مسلم: 1103

" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے روزے میں وصال سے منع فرمایا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ تو وصال کرتے ہیں، آپﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون میرے مثل ہے؟میں اس طرح رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے، تو جب لوگوں نے وصال چھوڑے سے انکار کیا تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک دن ، پھر ایک اور دن کا وصال کیا ، پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا ، آپﷺ نے فرمایا: اگر چاند لیٹ ہوجاتا تو میں تمہارے ساتھ مزید وصال کرتا۔ ایسا آپ نے انہیں سزا دینے(یا شرمندہ کرنے) کے طور پر فرمایا تھا جب وہ وصال ترک کرنے سے انکار کیا"۔

مشق:

داعی: رسول اللہﷺ

مدعو: صحابہ رضوان اللہ علیہم(خصوصا وہ صحابہ جنہوں نے صوم وصال رکھا تھا)

اسلوب دعوت: احسن طریقے سے جدال - (اسی طرح ایک اسلوب حکمت بھی استعمال ہوا ہے کہ آپ نے سختی کا استعمال فرمایا، کیونکہ یہاں سختی ہی حکمت تھی)

وسیلہ دعوت: عمل

موضوع: صوم وصال کا حکم - یا- نبیﷺ کی خصوصیت،

مقصد وہدف: اسلام دین اعتدال ہے- یا- دین میں آسانی ہے مشقت نہیں ہے

بارویں مثال:

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: «قَدْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْرِكُهُ الْفَجْرُ فِي رَمَضَانَ وَهُوَ جُنُبٌ، مِنْ غَيْرِ حُلُمٍ، فَيَغْتَسِلُ وَيَصُومُ»

صحيح البخاري:1930، صحيح مسلم:1109

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رمضان میں احتلام سے نہیں (بلکہ ہمبستری سے) بسا اوقات رسول اللہ ﷺ کو حالت جنابت میں فجر پالیتی تھی تو آپ غسل فرماتے اور روزہ رکھتے"۔

مشق:

داعی: رسول اللہﷺ - اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مائی عائشہ رضی اللہ عنہا

مدعو: مسلمان

اسلوب دعوت: اسوہ رسول

وسیلہ دعوت: تعلیم

موضوع: جنبی روزے کی نیت کرسکتا ہے

مقصد وہدف: دین میں یسر ہے

ذیل میں چند حدیثیں لکھی جاتی ہیں ، طلبۃ ان پر مشق کریں۔

1—

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ دَخَلَ رَمَضَانُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَكُمْ، وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ، مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ، وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا مَحْرُومٌ»

سنن ابن ماجة:1644

2—

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِنَ المَدِينَةِ إِلَى مَكَّةَ، فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ، ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَرَفَعَهُ إِلَى يَدَيْهِ لِيُرِيَهُ النَّاسَ، فَأَفْطَرَ حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ، وَذَلِكَ فِي رَمَضَانَ "، فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ: «قَدْ صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَفْطَرَ، فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ»

صحيح البخاري:1948، صحيح مسلم:1113

3—

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: هَلَكْتُ. قَالَ: " وَمَا أَهْلَكَكَ؟ " قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي فِي رَمَضَانَ. فَقَالَ: " أَتَجِدُ رَقَبَةً؟ " قَالَ: لَا. قَالَ: " تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ " قَالَ: لَا. قَالَ: " تَسْتَطِيعُ تُطْعِمُ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ " قَالَ: لَا. قَالَ: " اجْلِسْ " فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيهِ تَمْرٌ – وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ – قَالَ: " تَصَدَّقْ بِهَذَا " قَالَ: عَلَى أَفْقَرَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا، قَالَ: فَضَحِكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: " أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ " وَقَالَ مَرَّةً: فَتَبَسَّمَ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، وَقَالَ: " أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ ".

مسند أحمد:7290، صحيح البخاري:1936، صحيح مسلم:1111

4—

عَنْ أَبِي عَطِيَّةَ، قَالَ: دَخَلْتُ أَنَا وَمَسْرُوقٌ، عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، رَجُلَانِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحَدُهُمَا «يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ»، وَالْآخَرُ يُؤَخِّرُ الْإِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ، قَالَتْ: أَيُّهُمَا الَّذِي يُعَجِّلُ الْإِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ؟ " قَالَ: قُلْنَا عَبْدُ اللهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَتْ: «كَذَلِكَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ» زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ: وَالْآخَرُ أَبُو مُوسَى

صحيح مسلم:1199